٢٨٠٩

SIUT
SINDH INSTITUTE
OF UROLOGY AND
TRANSPLANTATION

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

محترم، میں آپ کی توجہ ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں سالانہ ڈیڑھ لاکھ افراد اعضاء کی عدم دستیابی کی وجہ سے موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان قیمتی جانوں کو بچانے کا واحد اور مستند طریقہ علاج اعضاء کی پیوند کاری ہے۔

دنیا بھر میں ایسے افراد جنہوں نے اپنی زندگی میں عطیہ اعضاء کی وصیت کی ہو، ان کے لواحقین کی اجازت سے بعد از مرگ ان افراد کے گردے، جگر، قرنیہ، دل، پھیپھڑے اور لبلبہ ضرورت مند مریضوں میں لگا دیئے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ علاج انتہائی کامیاب اور آزمودہ ہے جو کہ ناکارہ اعضاء کے مریضوں کی جان بچانے کے لئے اشد ضروری و ناگزیر ہے اور ان تمام مریضوں کی زندگی بچانے کے لئے اس عمل کے علاوہ اور کوئی متبادل طریقہ یا چارہ کار نہیں ہوتا ہے۔ وہ تمام اسلامی ممالک جہاں اعضاء کی پیوند کاری کی سہولت میسر ہے وہاں یہ طریقہ کامیابی سے رائج ہے اور مقامی مذہبی علماء کے تعاون، سرپرستی اور تائید سے ہو رہا ہے ان ممالک میں سعودی عرب، ایران، عراق، کویت، اردن، ترکی، مصر، ملائیشیا، الجزائر، تیونس اور بنگلہ دیش شامل ہیں اور ان ممالک میں بعد از مرگ اعضاء کی پیوند کاری پچھلے 25 سال سے ہو رہی ہے۔

ایک مردہ انسانی جسم کے اعضاء 10 افراد کی زندگیاں بچانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں اور اس عمل میں جسد خاکی کی بے حرمتی قطعاً نہیں ہوتی ہے۔ اعضاء کا یہ عطیہ صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے کیا جاتا ہے اور اس عمل میں کسی قسم کے پیسوں کا لین دین شامل نہیں ہوتا، چاہے وہ ادارہ ہو، اعضاء عطیہ کرنے والا شخص ہو یا مریض۔ دنیا بھر میں اس طریقہ پیوند کاری کے ذریعے سالانہ تقریباً ایک لاکھ افراد کی جانیں بچائی جاتی ہیں۔

اس سلسلے میں آپ سے مؤدبانہ التجا ہے کہ ہمارے ملک میں بھی بعد از مرگ اعضاء کے عطیہ کے رجحان کو فروغ دینے میں ہماری مدد کیجیے، آپ کی رائے اور رہنمائی لوگوں کی حوصلہ افزائی کا باعث بنے گی اور ان قیمتی جانوں کے ضیاع کا سد باب ممکن ہو سکے گا۔

آپ کی قیمتی آراء کا منتظر

شکریہ

خیر اندیش

ڈاکٹر سید ادیب الحسن رضوی

پروفیسر و ڈائریکٹر SIUT

21 Nov 2014 (جواب منسلک ہے)

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۱۳/۱۸۶۳

Sindh Institute of Urology and Transplantation (SIUT), Karachi-74200, Pakistan.
Tel: (92-21) 99215752, 99215718, 32728998 Fax: (92-21) 99215469, 99215362 E-mail: info@siut.org or siut-1@cyber.net.pk
Website : http://www.siut.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال میں بعداز مرگ اعضاءِ انسانی کے عطیہ کے بارے میں پوچھا گیا ہے، اس سوال کا جواب اس بات پر موقوف ہے کہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری فی نفسہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ چونکہ قدرے تفصیل طلب ہے، اور اس میں حضراتِ علماءِ کرام کا اختلاف بھی ہے، اس لئے پہلے اس کی شرعی حیثیت پر کلام کیا جائے گا پھر سائل کے سوال کا جواب دیا جائے گا۔

انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے جواز وعدم جواز کے سلسلہ میں علماءِ کرام کی آراء مختلف ہیں، جن کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

(الف)

ہندوستان اور پاکستان کے قدیم اکابر علماءِ کرام کی اکثریت نے اسے ناجائز قرار دیا ہے۔ اور اُن کے بنیادی دلائل مختصراً درجِ ذیل ہیں:

﴿۱﴾---انسان کو اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تمام مخلوقات میں ایک خاص شرف بخشا ہے، اُسے اشرف المخلوقات اور محترم بنایا ہے، ظاہری اور معنوی دونوں حیثیتوں سے اس کو تمام کائنات میں ممتاز درجہ دیا ہے، اسی تکریمِ انسانی کے پیشِ نظر انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو اعضاء عطاء فرمائے ہیں اُسے بھی ایک نمایاں مقام اور حیثیت حاصل ہے، یہ اعضاء دوسرے جانوروں کے اعضاء کی طرح نہیں جن کی خرید وفروخت ممکن ہو یا ہبہ وعطیہ ہو سکتا ہو، لہٰذا اگر ان اعضاء کو قطع وبرید کر کے استعمال کیا جائے گا تو یہ طریقہ انسانی اعضاء کے احترام اور انسانی شرافت کے خلاف ہے۔

﴿۲﴾---اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو اعضاء عطاء فرمائے ہیں انسان خود بھی اُن کا مالک نہیں ہے کہ وہ اس میں مالکانہ تصرفات کر سکے، یہی وجہ ہے کہ خودکشی کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ بلکہ انسان کا جسم اُس کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، یہ جسم اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا کی زندگی گزارنے اور دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے بطورِ امانت دیا ہے۔ اس لئے انسان اس جسم میں اپنی مرضی سے مالکانہ تصرف نہیں کر سکتا۔

مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کی وضاحت کرتے ہوئے مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

دار الافتاء

(جاری ہے---)

انسان کے اعضاء واجزاء انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہیں جن میں وہ مالکانہ تصرفات کر سکے، اسی لئے ایک انسان اپنی جان یا اپنے اعضاء وجوارح کو نہ بیچ سکتا ہے نہ کسی کو ہدیہ اور ہبہ کے طور پر دے سکتا ہے، اور نہ ان چیزوں کو اپنے اختیار سے ہلاک وضائع کر سکتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کے اصول میں تو خود کشی کرنا اور اپنی جان یا اعضاء رضاکارانہ طور پر یا بقیمت کسی کو دے دینا قطعی طور حرام ہی ہے جس پر قرآن وسنت کی نصوصِ صریحہ موجود ہیں۔ تقریباً دنیا کے ہر مذہب وملت اور عام حکومتوں کے قوانین میں اس کی گنجائش نہیں۔ اس لئے کسی زندہ انسان کا کوئی عضو کاٹ کر دوسرے انسان میں لگا دینا اس کی رضامندی سے بھی جائز نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ شریعتِ اسلام نے صرف زندہ انسان کے کار آمد اعضاء ہی کا نہیں بلکہ قطع شدہ بے کار اعضاء واجزاء کا استعمال بھی حرام قرار دیا ہے، اور مردہ انسان کے کسی عضو کی قطع وبرید کو بھی ناجائز کہا ہے، اور اس معاملہ میں کسی کی اجازت اور رضامندی سے بھی اس کے اعضاء واجزاء کے استعمال کی اجازت نہیں دی، اور اس میں مسلم وکافر سب کا حکم یکساں ہے، کیونکہ یہ انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے۔ تکریمِ انسانی کو شریعتِ اسلام نے وہ مقام عطا کیا ہے کہ کسی وقت کسی حال کسی کو انسان کے اعضاء واجزاء حاصل کرنے کی طمع دامن گیر نہ ہو، اور اس طرح یہ مخدومِ کائنات اور اس کے اعضاء عام استعمال کی چیزوں سے بالاتر ہیں جن کو کاٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر غذاؤں اور دواؤں اور دوسرے مفادات میں استعمال کیا جاتا ہے، اس پر ائمہ اربعہ اور پوری امت کے فقہاء متفق ہیں، اور نہ صرف شریعتِ اسلام بلکہ شرائعِ سابقہ اور تقریباً ہر مذہب وملت میں یہی قانون ہے۔ (انسانی اعضاء کی پیوندکاری، ص: ۳۶، مصدقہ مجلس تحقیق مسائل حاضرہ)

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (۵/۱۳۳)

أن استعمال جزء منفصل عن غيره من بني آدم إهانة بذلك الغير والآدمي بجميع أجزائه مكرم

الهداية في شرح بداية المبتدي (۳/ ٤٦)

قال: "ولا يجوز بيع شعور الإنسان ولا الانتفاع بها" لأن الآدمي مكرم لا مبتذل فلا يجوز أن يكون شيء من أجزائه مهانا ومبتذلا

قال ابن الهمام في توضيح بعض المسائل:

الاتفاق على أن حرمة المسلم ميتا كحرمته حيا (فتح القدير-۲/ ۱٤۲)

(جاری ہے۔۔۔)

﴿۳﴾۔۔۔اسلامی تعلیمات کے اعتبار سے انسان کے جسم سے ایک عضو یا چند اعضاء نکال کر یا کاٹ کر جسم کی شکل وصورت کو بگاڑنا ''مثلہ'' ہے جس کی حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے۔

دار الافتاء

صحيح البخاري (٢/ ٩٤)

٥٥١٦ - ...... سمعت عبد الله بن يزيد، عن النبي صلى الله عليه وسلم: «أنه نهى عن النهبة والمثلة»

﴿۴﴾۔۔۔اگر انسانی اعضاء کی پیوند کاری کو جائز قرار دیا جائے تو یہ پوری انسانیت کیلئے ایک بڑا خطرہ اور تباہی کا ذریعہ بنے گا، کیونکہ موجودہ زمانہ کے حالات و ماحول اور معاشرہ میں پھیلی ہوئی بددیانتی کو دیکھتے ہوئے کوئی بعید نہیں کہ لوگ اعضاء کی منتقلی کے جواز کے فتووں کا بے جا استعمال کرتے ہوئے اسے باقاعدہ ایک کاروبار کی شکل دیدیں گے اور انہی اعضاء کو اپنا ذریعۂ معاش بنالیں گے۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ:

۱.....بازار میں دیگر اشیاء کی طرح انسانی اعضاء کی بھی علانیہ ورنہ خفیہ خرید وفروخت شروع ہوجائے گی، جو بلاشبہ انسانی شرافت کے خلاف اور ناجائز ہے۔

۲.....غربت زدہ لوگ اپنا اور بچوں کا پیٹ پالنے کیلئے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے اپنے اعضاء فروخت کرنا شروع کردیں گے۔

۳.....مُردوں کی بے حرمتی اور اُن کے ساتھ ظالمانہ رویّہ شروع ہوجائے گا، بالخصوص لاوارث مُردے اپنے بہت سے اعضاء سے محروم ہوکر دنیا سے جایا کریں گے، اور یہ بھی بعید نہیں کہ مال ودلت کے لالچی اور پجاری مدفون لاشوں کو اکھاڑ کر اپنی ہوس پوری کرنے لگیں، جیسا کہ مختلف ذرائع سے سننے میں آتا رہتا ہے۔

۴.....خدانخواستہ یہ معاملہ بڑھتا رہا تو صرف اپنی موت مرنے والوں تک ہی یہ سلسلہ محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کام کیلئے بہت سے معصوم انسانوں کے قتل کا بازار گرم ہوجانا اور اس مقصد کیلئے اغواء کا شروع ہونا ممکن ہے جو پورے انسانی معاشرے کی تباہی کا اعلان ہے۔

اور یہ مفاسد صرف امکان کی حد تک ہی نہیں، بلکہ ایسے واقعات دنیا میں وقوع پذیر بھی ہوچکے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں انسانی خون کی خرید وفروخت اس کی واضح مثال ہے۔

مذکورہ بالا دلائل کی بنیاد پر بہت سے اکابر علماءِ کرام نے انسانی اعضاء کی پیوند کاری کو ناجائز قرار دیا ہے، چنانچہ اسی سلسلہ میں ۱۳۸۷ھ میں جامعہ دار العلوم کراچی میں مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ ہوئی تھی جس میں

(جاری ہے۔۔۔)

اس زمانہ کے نامور علماء شریک تھے جن کی جلالتِ شان محتاجِ بیان نہیں ہے، اس مجلس کے شرکاء نے دلائل کی روشنی میں متفقہ طور پر یہ فتویٰ دیا کہ اعضاءِ انسانی کی پیوند کاری مطلقاً ناجائز ہے، جس کی مکمل تفصیل مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے مرتب کردہ رسالہ ''انسانی اعضاء کی پیوند کاری'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اس مجلس کے شرکاء میں سے چند علماءِ کرام کے اسماءِ گرامی درجِ ذیل ہیں:

۱۔۔۔ مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ

۲۔۔۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ

۳۔۔۔ حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی صاحبؒ

۴۔۔۔ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ

۵۔۔۔ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری صاحبؒ

۶۔۔۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سحبان محمود صاحبؒ

(دیکھئے: رسالہ ''انسانی اعضاء کی پیوند کاری'')

مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ ہمارے دیگر اکابر رحمہم اللہ نے بھی اس مسئلہ میں عدمِ جواز کا فتویٰ دیا ہے، چنانچہ مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال (ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق بکر کا دل زید کے جسم میں ڈال دیا جائے تو زید کی جان بچ جائے گی جبکہ بکر مرنے کے قریب ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟) کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> بکر کے رشتہ دار نہ زندگی میں بکر کے مالک ہیں نہ مرنے کے بعد، ان کو بکر کے کسی عضو کو نہ قیمۃً کسی کو دینے کا حق ہے نہ ہدیۃً، لہٰذا ان کی رضامندی کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے، بلکہ بکر خود بھی اپنے اعضاء کا مالک نہیں کہ جو عضو جس کو چاہے کاٹ کر دے، یہ سب تصرفات غلط اور بے محل ہیں، بکر اور اس کے تمام اعضاء کا شریعت نے ایک احترام اور حق مقرر کر دیا ہے، وہ یہ کہ مرنے کے بعد اس کو غسل وکفن دیکر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے، آج اس کے دل پر زید کی زندگی کو منحصر کر دیا گیا ہے، کل کو کہا جائیگا کہ اس کے گوشت کھانے پر زندگی موقوف ہے، لہذا اس کا گوشت ڈبہ میں بند کر کے ہسپتال میں محفوظ رکھا جائے، انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے اس کا حال بھی گائے بکری کی طرح ہو کر ''ثم رددناہ اسفل سافلین'' کا ایک نمونہ بن جائیگا۔
>
> (فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۳۳۵)

(جاری ہے۔۔۔)

اسی طرح ایک دوسرے سوال (کسی قریب المرگ یا فوت شدہ انسان کا کوئی عضو مثلاً دل، جگر، آنکھ وغیرہ دوسرے انسان کے جسم میں لگا دینا کیسا ہے؟ بعض انسان ہمدردی کے جذبہ کے تحت اس قسم کی وصیت کر دیتے ہیں کہ مثلاً میرے مرنے کے بعد میری آنکھ کسی ضرورتمند کیلئے نکال لی جائے، تو یہ وصیت قابل نفاذ ہے یا نہیں؟) کے جواب میں فرماتے ہیں:

> کسی فوت شدہ انسان کا جگر، آنکھ، دل وغیرہ دوسرے انسان کے جسم میں نہیں لگا سکتے، اگر کوئی آدمی ایسی وصیت کرتا ہے جیسا کہ سوال میں درج ہے تو یہ وصیت کرنا جائز نہیں ہے اور وہ ناقابل نفاذ ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۱۸/۳۳۶)

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ مفتیٔ اعظم دارالعلوم دیوبند ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> کوئی شخص اپنے کسی عضو کا مالک نہیں ہوتا، بلکہ صرف نگران اور محافظ ہوتا ہے اور حکم شرعی کے خلاف اس میں کسی تصرف کا بھی حق کسی کو نہیں ہوتا ہے، لہٰذا کسی عضو کا زندگی میں فروخت کرنا یا کسی کو دینا یا مرنے کے بعد کیلئے دینے کی وصیت کرنا کچھ بھی جائز نہ ہوگا۔ یہی حکم شریعتِ مطہرہ کا اصل حکم خون اور تمام اعضاءِ انسانی کا ہے، اور سوال نمبر ا میں خون کے استعمال کی جو گنجائش ہے وہ صرف وقتی اور عارضی ہے، اور حالتِ اضطرار و مجبوری میں۔ اور وہ اضطرار و مجبوری خون کے علاوہ اور عضو میں متحقق نہیں ہوتی، جیسا کہ بعد کے جوابات سے واضح ہو جائیگا۔ اس لئے کسی اور عضو کو خون پر قیاس کرنا بھی صحیح نہ ہوگا۔ لہٰذا سوال نمبر ۲ میں درج شدہ صورت کے جواز کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں ہوگی، اور ساری دنیا میں اس کا رائج ہو جانا بھی اس کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا، کسی غلط یا حرام شئ کا دنیا میں رائج وعام ہو جانا کوئی شرعی حجت نہیں ہے،........(پھر آگے ''اضطرار'' کی تفصیل اور صورتیں بیان فرمانے کے بعد لکھتے ہیں)......خون کے علاوہ کسی اور عضو کے پیوندکاری میں یا ایک انسان کے کسی عضو کو دوسرے انسان کے عضو کے ساتھ جوڑنے میں یا استعمال کرنے میں ان ساتوں صورتوں میں سے کوئی صورت عموماً متحقق نہیں ہوتی، اگر کچھ تحقق ہوتا ہے تو صرف عدم النفع کا یا عدمِ استراحت کا یا بیش از بیش کلفت کا جو حسبِ منشاء راحت و آرام نہ پہنچنے سے پیش آجاتی ہے، اور ان سب صورتوں میں محرماتِ شرعیہ کے ارتکاب کی گنجائش

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

نہیں ہوتی۔ لہذا اس پیوند کاری یا ایک شخص کے کسی عضو کو دوسرے شخص کے کسی عضو میں جوڑنے یا استعمال کرنے کی قطعاً گنجائش نہ ہوگی۔

(دیکھئے نظام الفتاویٰ: ۱/۴۱۹تا۴۳۲)

اسی طرح حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ کا فتویٰ بھی اس مسئلہ میں عدمِ جواز کا ہے۔

ذیل میں ان کے چند فتاویٰ ملاحظہ ہوں:

سوال(۲۲۱): آج کل آنکھوں کی بینک قائم ہے اور لوگ یہ وصیت کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہماری آنکھ اس بینک کو دیدی جائے، بینک والے وہ آنکھ کسی آنکھ کے مریض یا کسی نابینا کو لگاتے ہیں جس سے بسا اوقات مریض کو فائدہ ہوتا ہے، تو انسان کی آنکھ سے اس طرح فائدہ اٹھانا اور انسان کا اپنی آنکھ کی وصیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ انسانی خون کا استعمال بوقتِ مجبوری جائز ہے کیا اس پر قیاس کر سکتے ہیں؟

(الجواب): موت اور ہلاکت سے بچانے کیلئے انسان کا خون بذریعہ انجکشن لے کر انجکشن کے ذریعہ مریض کے جسم میں داخل کیا جاتا ہے، یہ بوقتِ اضطرار جائز ہے، آنکھ کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، خون نکالنے میں وہ تکلیف نہیں ہے جو آنکھ نکالنے میں عموماً ہوتی ہے، حضور پاک ﷺ کا فرمان مبارک ہے: كسر عظم الميت ككسر عظم الحي. مرے ہوئے انسان کی ہڈی توڑنا زندہ آدمی کے ہڈی توڑنے کی مماثل ہے، (ابوداؤد شریف، کتاب الجنائز ۔ مؤطا امام مالک ص:۹۰ ۔ شرح سیر کبیر: ۱/۹۰) اور میت کے کسی جز سے انتفاع جائز نہیں اس کے احترام کی وجہ سے۔ فكما يحرم التدواي بشي من الآدمي الحي اكراما له فكذالك لايجوز التداوي بعظم الميت. قال – صلي الله عليه وسلم -: كسر عظم الميت ككسر عظم الحي (شرح السير الكبير، ص: ۱۲۸)

نیز جسم سے خون نکالنا مثلہ نہیں اور نہ اس سے بدن میں کوئی ظاہری عیب پیدا ہوتا ہے، (اور یہ تو شرط ہی ہے کہ جس کا خون نکالا جارہا ہے اس کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو)، بخلاف آنکھ نکالنے کے کہ آنکھ نکالنے سے ظاہری عیب بھی پیدا ہوتا ہے، اور آنکھ نکالنا مثلہ بھی ہے، اور مثلہ حرام ہے، لہٰذا زندگی میں یا موت کے بعد بطورِ بیع یا ہبہ کے کسی کو اپنی آنکھ دینا یا وصیت کرنا اور مریض کا اسے استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ نفع سے انکار نہیں لیکن قوله تعالی: ''اثمهما اكبر من نفعهما'' کے اصول پر حرام ہی ہوگا،

(جاری ہے۔۔۔)

کہ نقصان نفع سے زیادہ ہے اور اس طریقہ میں انسانیت کی توہین بھی ہے، فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/۱۶۸)

ایک دوسرے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا:

آنکھ کی بینائی کیلئے کسی دوسرے زندہ یا مردہ انسان کی آنکھ کا استعمال شرعاً درست نہیں کہ اجزاءِ انسانی کی تکریم و تعظیم کے منافی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/۱۶۸)

گردے کے استعمال کے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا:

انسان اپنے بدن یا کسی عضو کا مالک نہیں ہے کہ اس میں آزادانہ تصرف کر سکے، اسی بناء پر اس کیلئے جائز نہیں ہے کہ اپنا کوئی عضو کسی دوسرے شخص کو قیمۃً یا بلاقیمت دیدے،..... یہی وجہ ہے کہ اسلام میں خودکشی حرام ہے، للذا کسی زندہ یا مردہ انسان کا گردہ آپریشن کر کے نکال کر دوسرے انسان کے جسم میں داخل لگانا جائز نہیں ہے۔..... آجکل کی تحقیق کے اعتبار سے نفع ہوتا ہو تو اس سے انکار نہیں، مگر ''اثمهما اکبر من نفعهما'' کے اصول پر ناجائز ہی ہوگا، نیز اس طرح انسانیت کی توہین بھی ہے کہ اگر یہ طریقہ چل پڑا تو انسانی اعضاء ''بکری کا مال'' بن جائیں گے، اور یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیے کہ جس کا گردہ لیا جائے گا اس کی صحت اور زندگی خطرہ میں پڑے گی اور جس کو گردہ دیا جائیگا اس کی صحت بھی یقینی نہیں ہے۔..... الخ

دار الافتاء

(فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/۱۷۰)

آنکھ کے عطیہ کی وصیت کے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا:

(الجواب): انسان اپنے بدن یا کسی عضو کا مالک نہیں ہے کہ اس میں جو چاہے آزادانہ تصرف کر سکے،..... للذا صورتِ مسئولہ میں مذکورہ شخص جو وصیت کر رہا ہے یہ وصیت فیمالا یملک یعنی ایسی چیز کے متعلق ہے جس کا وہ مالک نہیں ہے، اس لئے وصیت معتبر نہ ہوگی اور اسی طرح جس کیلئے (ادارہ ہو یا کوئی فرد) وصیت کی ہے، اسے آنکھ کے مطالبہ کا حق حاصل نہ ہوگا، نیز اس میں اعضاءِ انسانی کی اہانت بھی ہے، حالانکہ انسان واجب التکریم ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/۲۵۱)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ (شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان) کے مصدقہ ایک فتویٰ میں بھی اس کو ناجائز قرار دیا گیا ہے، عبارت ملاحظہ ہو:

چونکہ بتصریح جمیع فقہاء کرام انسان کے کسی جزو کے ساتھ انتفاع لینا جائز نہیں ہے،

(جاری ہے۔۔۔)

شرافت و کرامت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اعضاء سے نفع اٹھانے کو حرام قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ مخمصہ کے عالم میں جب کوئی چیز حلال یا حرام سوائے عضوِ انسانی کے جان بچانے کیلئے میسر نہ آسکے ایسے وقت میں بھی شریعتِ مطہرہ نے سدِ رمق کیلئے عضوِ انسانی کے کھانے کو جائز قرار نہیں دیا، جیسے کہ نیچے حوالہ جات ذکر کردیئے جاتے ہیں۔ نہ خود اسے اپنا عضو کاٹ کر کھانے کی اجازت دی ہے، نہ کسی غیر انسان کے عضو کی، اگرچہ اجازت بھی ہو، بلکہ اگر مرے تو مر جائے لیکن اپنا یا کسی دوسرے انسان کا عضو کاٹ کر نہ کھائے جس سے اس کی حیات عادۃً یقینی ہے، حالانکہ ایسے وقت میں شریعتِ مطہرہ نے بنصِ قرآنی خنزیر ومیتۃ جو نجس العین ہیں کے کھانے کو مباح بلکہ ضروری قرار دیا ہے، حتیٰ کہ اسے بقدرِ سدِ رمق نہ کھا کر مر جانے کو خودکشی کے مترادف قرار دیا ہے۔ دیکھئے خنزیر ومیتۃ جو نجس العین ہیں کے گوشت کے استعمال اور انسان جو مکرم و محترم ہے کے اعضاء کے استعمال میں کتنا بڑا تفاوت ہے۔ لہٰذا ایک انسان کا آلہ تناسل کو بذریعہ آپریشن دوسرے شخص کو لگانا، ایک شخص کی آنکھ دوسرے شخص کو لگانا، ایک شخص کے دانت دوسرے شخص میں لگانا، اسی طرح کسی بھی عضوِ انسانی کو دوسرے میں لگانا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ جب مخمصہ جیسی ضرورتِ شدیدہ کی صورت میں عضوِ انسانی سے انتفاع لینا ناجائز ہے تو کیسے محض بینائی یا قوتِ مردی وغیرہ معمولی ضرورتوں کی وجہ سے عضوِ انسانی سے انتفاع لینا جائز ہو جائے؟ ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۳۸۲/۱۱)

دار العلوم حقانیہ کے مفتیانِ کرام کے فتاویٰ کے مجموعہ ”فتاویٰ حقانیہ“ میں بھی عدمِ جواز کا فتویٰ دیا گیا ہے، ذیل میں سوال وجواب ملاحظہ ہوں:

سوال: دورِ حاضر میں انسانی اعضاء کی پیوندکاری کا دور دورہ ہے، کئی لوگ وصیت کر جاتے ہیں کہ مرنے کے بعد ان کے کچھ اعضاء مثلاً آنکھیں، گردے وغیرہ نکال کر کسی ضرورت مند کو لگا دیے جائیں، تو کیا شریعتِ مقدسہ میں انسانی اعضاء کی پیوندکاری جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اپنے اعضاء کو معالجۃً استعمال کرنے کیلئے دوسرے انسان کیلئے وصیت کرنا اور ان اعضاء کی پیوندکاری کرنا شرعاً حرام ہے، اگرچہ یہ وباء آجکل کافی عروج پر ہے، جس سے اجتناب لازمی ہے، تاہم متاخرین فقہاء نے حالتِ اضطرار شدیدہ کے وقت مرخص قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ: ۳۹۷/۲)

(جاری ہے۔۔۔)

9039

(ب)

عدمِ جواز کے مذکورہ بالا دلائل کے باجود دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو آجکل مختلف بیماریاں ایسی عام ہوگئی ہیں جن کی وجہ سے بسااوقات جسمِ انسانی کے بعض اعضاء اس طرح بیکار ہو جاتے ہیں کہ اگر اس عضو کا متبادل کوئی دوسرا صحیح عضو نہ لگایا جائے تو بعض حالات میں مریض زندگی سے محروم ہو جاتا ہے اور بعض حالات میں مریض اہم جسمانی منفعت کھودیتا ہے جو اس کی بقیہ زندگی کیلئے مشکلات کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے اس مسئلہ کا قابلِ غور پہلو یہ بھی ہے کہ کیا انسانی جان کے تحفظ کیلئے مجبوری میں اس طریقہٴ علاج کی گنجائش ہوسکتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ انسانی جان کا تحفظ اور اس کیلئے کوشش کرنا شریعت کی نظر میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے، اور انسانی جان بچانے کیلئے ہر جائز ممکنہ راستہ اختیار کرنا نہ صرف مباح بلکہ انسانی ہمدردی کے عین مطابق اور قابلِ تعریف امر ہے، حتی کہ بعض حالات میں تو واجب اور ضروری بھی ہے۔ ذیل میں انسانی جان کی اہمیت اور اس کے تحفظ سے متعلق چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۱﴾..... قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و من أحياها فكأنما أحيا الناس جميعا

''اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا اس نے گویا سب لوگوں کی جانیں بچائیں''

اس آیت کی تفسیر میں حضراتِ مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، جن میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں ''احیاء'' سے مراد یہ ہے کہ دوسرا انسان جو ہلاکت کے اسباب (مثلاً ناحق قتل، پانی میں ڈوبنا، آگ میں جلنا، حد سے زیادہ شدید سردی/گرمی، اور شدید بھوک وغیرہ) میں سے کسی سبب میں مبتلا ہو اُس کو اپنی طرف سے کوشش کرکے ہلاک ہونے سے بچایا جائے۔ اس تفسیر کے مطابق جو آدمی کسی دوسرے انسان کی جان بچانے کی کوشش کرے گا وہ اس آیت کے ثواب اور مصداق میں شامل ہوگا۔

دار الافتاء

تفسير البيضاوي - (۱ / ۳۱۹)

{ ومن أحياها فكأنما أحيا الناس جميعا } أي ومن تسبب لبقاء حياتها بعفو أو منع عن القتل أو استنقاذ من بعض أسباب الهلكة فكأنما فعل ذلك بالناس جميعا والمقصود منه تعظيم قتل النفس وإحيائها في القلوب ترهيبا عن التعرض لها وترغيبا في المحاماة عليها

التفسير المظهرى - موافقا للمطبوع - (۱ / ۱۰۵۲)

وَمَنْ أَحْياها أى تورع عن قتلها أو استنقذها من بعض اسباب الهلاك

(جاری ہے۔۔۔)

كالقتل بغير حق أو غرق أو حرق أو هدم أو نحو ذلك فَكَأَنَّما أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاً فى الثواب لسلامتهم منه

تفسير الفخر الرازي - (١ / ١٦٤٨)

المسألة السادسة : قوله {وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا} المراد من إحياء النفس تخليصها عن المهلكات : مثل الحرق والغرق والجوع المفرط والبرد والحر المفرطين ، والكلام في أن إحياء النفس الواحدة مثل إحياء النفوس على قياس ما قررناه في أن قتل النفس الواحدة مثل قتل النفوس.

٢﴾..... صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فكوا العاني يعني (أي) الأسير وأطعموا الجائع وعودوا المريض

قیدی چھڑاؤ اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور مریض کی عیادت کرو

اس حدیث کی شرح میں شارحِ بخاری علامہ عینیؒ اور علامہ ابنِ بطالؒ نے لکھا ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا عام حالات میں مستحب اور فرضِ کفایہ ہے، لیکن اگر کوئی شخص بھوک سے مر رہا ہو اور آپ کے پاس اتنا کچھ ہو کہ اس بھوکے کے کھانے کا انتظام کر سکتے ہوں اور وہاں کوئی دوسرا شخص نہ ہو جو اس کی مدد کر سکے تو ایسی صورت میں اس بھوکے انسان کی جان بچانے کیلئے اس کو کھانا کھلانا آپ پر فرض ہے۔

صحيح البخاري - (١ / ١٤٣) (باب فكاك الأسير)

٣٠٤٦ - حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا جرير عن منصور عن أبي وائل عن أبي موسى - رضي الله عنه - قال قال رسول الله ﷺ فكوا العاني يعني (أي) الأسير وأطعموا الجائع وعودوا المريض

عمدة القاري شرح صحيح البخاري - (٢٢ / ١٣٢)

٦٤٠٣ - حدثنا (قتيبة بن سعيد) قال حدثنا (جرير) عن (منصور) عن (أبي وائل) عن (أبي موسى) رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله فكوا العاني يعني الأسير وأطعموا الجائع وعودوا المريض.....قوله وأطعموا الجائع عام يتناول كل جائع من بني آدم وغيرهم وإطعام الجائع فرض على الكفاية فلو أن رجلا يموت جوعا وعند آخر ما يحييه به بحيث لا يكون في ذلك الموضع أحد غيره ففرض عليه إحياء نفسه وإذا ارتفعت حالة الضرورة كان ذلك ندبا

(جاری ہے---)

دار الافتاء

شرح صحیح البخاری ۔ لابن بطال - (۵ / ۲۱۰)

. وقوله : (أطعموا الجائع) هو فرض على الكفاية أيضا ، ألا ترى رجلا يموت جوعا ، وعندك ما تحييه به ، بحيث لا يكون فى ذلك الموضع أحد غيرك ، الفرض عليك فى إحياء نفسه ، وإمساك رمقه ، وإذا ارتفعت حال الضرورة كان ذلك ندبا.

۳..... حضراتِ فقہاءِ کرامؒ نے قرآن وسنت کی روشنی میں جو مسائل بیان فرمائے ہیں اُن میں ایسے مسائل بکثرت ملتے ہیں جن میں انسانی جان کے تحفظ کیلئے فی نفسہ مباح یا مندوب کام کو بھی واجب قرار دیا گیا ہے، اور بعض حالات میں واجب کے ترک کرنے بلکہ حرام کے ارتکاب کی بھی اجازت دی گئی ہے، حالانکہ عام حالات میں واجب کا چھوڑنا یا حرام کا ارتکاب کرنا جائز نہیں ہوتا۔ مثلاً:

(۱): نماز شروع کرنے کے بعد بلا عذر توڑنا جائز نہیں، لیکن جب کسی آدمی کی جان خطرہ میں ہو اور نمازی کو معلوم ہو کہ میری مدد کے سوا اس مجبور شخص کے پاس کوئی اور چارۂ کار نہیں، مثلاً کوئی نابینا کنویں کے قریب سے گزر رہا ہے اور وہاں اس نمازی کے سوا نابینا کو کنویں کے بارے میں بتانے والا کوئی نہیں، یا کوئی شخص پانی میں ڈوب رہا ہے اور اس کی جان بچانے کیلئے اس نمازی کے سوا اور کوئی نہیں، یا کوئی بچہ دہکتی ہوئی آگ کی طرف بڑھ رہا ہے تو ایسی صورت میں اس نابینا اور ڈوبنے والے اور معصوم بچہ کی جان بچانے کیلئے نماز توڑنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔

الدر المختار - (۲ / ۵۱)

ويجب القطع لنحو إنجاء غريق أو حريق.

حاشية ابن عابدين - (۲ / ۵۲)

مطلب قطع الصلاة يكون حراما ومباحا ومستحبا وواجبا.

[تتمة] نقل عن خط صاحب البحر على هامشه أن القطع يكون حراما ومباحا ومستحبا وواجبا، فالحرام لغير عذر والمباح إذا خاف فوت مال، والمستحب القطع للإكمال، والواجب لإحياء نفس.

(۲): عام حالات میں روزہ توڑنا جائز نہیں، بلکہ بعض صورتوں میں روزہ توڑنے کی وجہ سے کفارہ بھی لازم ہوتا ہے، لیکن اگر کسی شخص کی حالت روزہ میں بہت زیادہ خراب ہو جائے اور مرض یا بھوک یا پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کی جان خطرے میں ہو تو اس کیلئے روزہ توڑنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۴/۴۵۱) بلکہ دیندار طبیب اس کا مشورہ دے سکتا ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (۲/ ۹۴)

والمبيح المطلق بل الموجب هو الذي يخاف منه الهلاك لأن فيه إلقاء النفس إلى التهلكة لا لإقامة حق الله تعالى وهو الوجوب، والوجوب لا يبقى في هذه الحالة، وإنه حرام فكان الإفطار مباحا بل واجبا............وأما المبيح المطلق من السفر فما فيه خوف الهلاك بسبب الصوم، والإفطار في مثله واجب فضلا عن الإباحة لما ذكرنا في المرض.

(۳): رمضان کے فرض روزے بلا عذر چھوڑنا جائز نہیں، لیکن اگر کوئی حاملہ عورت ایسی ہو کہ دن بھر روزہ کی حالت میں رہنے کی وجہ سے اس کی یا حمل کی جان کو خطرہ ہو تو ایسی حاملہ عورت کیلئے روزہ ترک کرنے کی بھی اجازت ہے، بعد میں بھی صرف قضاء لازم ہوگی۔

الفتاوى الهندية - (۱/ ۲۰۷)

ومنها حبل المرأة وإرضاعها الحامل والمرضع إذا خافتا على أنفسهما أو ولدهما أفطرتا وقضتا ولا كفارة عليهما كذا في الخلاصة

(۴): کسی حاملہ عورت کے بچہ کو اس کے پیٹ سے پیٹ چاک کئے بغیر نکالنا ممکن نہ ہو اور ماں کی جان کو خطرہ ہو تو پیٹ چاک کیا جا سکتا ہے، بلکہ اگر آپریشن کے دوران بچہ کے اعضاء کو نقصان پہنچے تو بچہ کے مردہ ہونے کی صورت میں ماں کی جان بچانے کیلئے اس کی بھی اجازت ہے۔

البحر الرائق - (۸/ ۲۳۳)

وفي النوادر امرأة حامل اعترض الولد في بطنها ولا يمكن إلا بقطعه أرباعا ولو لم يفعل ذلك يخاف على أمه من الموت فإن كان الولد ميتا في البطن فلا بأس به وإن كان حيا لا يجوز لأن إحياء نفس بقتل نفس أخرى لم يرد في الشرع

(۵): اسی طرح کسی حاملہ عورت کا انتقال ہو جائے اور غالب گمان یہ ہو کہ اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ زندہ ہے تو اس بچہ کی زندگی بچانے کیلئے مُردہ ماں کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے گا، کیونکہ مُردہ ماں کا پیٹ چاک کرنا، زندہ بچہ کے ہلاک کرنے کی بنسبت اہون ہے، ولأن حرمة الحي أعظم من حرمة الميت وفي هذا إنقاذ لحياة معصوم، وهي مصلحة أعظم من مفسدة انتهاك حرمة الميت

البحر الرائق - (۸/ ۲۳۳)

امرأة حامل ماتت فاضطرب الولد في بطنها فإن كان أكبر رأيه أنه حي يشق بطنها لأن ذلك تسبب في إحياء نفس محترمة بترك تعظيم الميت فالإحياء أولى ويشق بطنها من الجانب الأيسر ولو لم يشق بطنها حتى

(جاری ہے۔۔۔)

دفنت ورؤيت في المنام أنها قالت ولدت لا ينبش القبر لأن الظاهر أنها ولدت ولدا ميتا

<u>**بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (٥/ ١٣٠)**</u>

حامل ماتت فاضطرب في بطنها ولد فإن كان في أكبر الرأي أنه حي يشق بطنها لأنا ابتلينا ببليتين فنختار أهونهما وشق بطن الأم الميتة أهون من إهلاك الولد الحي.

<u>(٦):</u> فقہِ مالکی کی کتاب ''التاج والاکلیل'' میں مذکورہ بالا مسئلہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حدیث ''کسر عظام المیت ککسرها حیا'' کا محمل یہ ہے کہ جب ہڈیاں عبث اور فضول توڑی جائیں، لیکن اگر کسی ضروری وجہ سے توڑی جائیں تو وہ اس حدیث میں داخل نہیں، چنانچہ اگر کسی زندہ آدمی کے پیٹ میں کوئی چیز چلی جائے اور ثابت ہو جائے کہ اس کا نکالنا ضروری ہے یا نکالنے پر زندگی موقوف ہے تو پیٹ کاٹ کر بھی وہ چیز نکالی جائے گی اور گناہ نہیں ہوگا۔

<u>**التاج والإكليل - (٢ / ٢٥٤)**</u>

وقد رأى أهل العلم قطع الصلاة خوف وقوع صبي أو أعمى في بئر وقطع الصلاة فيه إثم ولكن أبيح لإحياء نفس فكذلك يباح بقر الميتة لإحياء ولدها الذي يتحقق موته إن ترك الواقع في البئر قد يحيى فكان البقر أولى ويحمل قول عائشة : كسر عظام الميت ككسرها حيا إذا فعل ذلك عبثا وأما لأمر هو واجب فلا ألا ترى الحي لو أصابه أمر في جوفه يتحقق أن حياته باستخراجه لبقر عليه و لم يكن آثما في فعل ذلك بنفسه أو بولده أو عبده مع أن حرمة الحي أعظم من حرمة الميت

<u>(٧):</u> فقہِ شافعی کی کتاب ''نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج'' کے حاشیہ میں یہ مسئلہ بھی تحریر کیا گیا ہے کہ اگر کسی آدمی کی ہڈی ٹوٹ جائے اور اور انسان کی ہڈی کے سوا کسی دوسری ہڈی سے علاج ممکن نہ ہو تو ایسی مجبوری کی صورت میں انسانی ہڈی کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے۔

<u>**نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج (٢/ ٢٢)**</u>

ويؤخذ منه أنه لا يجوز الجبر بعظم الآدمي مطلقا، فلو وجد نجسا يصلح وعظم آدمي كذلك وجب تقديم الأول،

<u>**حاشية الشبراملسي:**</u>

ثم قوله: وجب تقديم الأول يفهم أنه لو لم يجد إلا عظم آدمي وصل به،

(جاری ہے ۔۔۔)

وهو ظاهر كما لو وجد المضطر لحم آدمي، وينبغي تقدم عظم الكافر على غيره، وأن العالم وغيره سواء وأن ذلك في غير النبي

(٨): لقیط (یعنی گمشدہ بچہ) اگر کہیں ملے اور بچہ کی ہلاکت کا غالب گمان نہ ہو تو فقہاءِ حنفیہؒ کے نزدیک اس کو اٹھانا مستحب ہے، کیونکہ یہ "احیاءِ نفس" کی ایک کوشش ہے، لیکن اگر اس بچہ کو نہ اٹھانے کی صورت میں ہلاکت کا غالب گمان ہو اور بچہ کی جان کو خطرہ ہو تو ایسی صورت میں اس کی جان بچانے کیلئے اس کو اٹھانا واجب اور ضروری ہے۔

الاختيار لتعليل المختار (٣/ ٢٩)

والتقاط صغار بني آدم مفروض إن علم أنه يهلك إن لم يأخذه بأن كان في مفازة أو بئر أو مسبعة دفعا للهلاك عنه، فإن غلب على ظنه عدم الهلاك بأن كان في مصر أو قرية فأخذه مندوب لما فيه من السعي في إحياء نفس محترمة، قال الله - تبارك وتعالى -: {ومن أحياها فكأنما أحيا الناس جميعا} [المائدة: ٣٢] وعن علي - رضي الله عنه - أنه قال للملتقط: " لأن أكون وليت منه مثل ما وليت أنت كان أحب إلي من كذا وكذا ".

فتح القدير للكمال ابن الهمام (٦/ ١١٠)

(والالتقاط مندوب إليه لما فيه من إحياء نفس مسلمة) إذا لم يغلب على الظن ضياعه (فإن غلب على ظنه ضياعه كان واجبا) وقول الشافعي وباقي الأئمة الثلاثة فرض كفاية، إلا إذا خاف هلاكه ففرض عين يحتاج إلى دليل الوجوب قبل الخوف. نعم إذا غلب على الظن ضياعه أو هلاكه فكما قالوا، وهو المراد بالوجوب الذي ذكرناه لا الوجوب باصطلاحنا؛ لأن هذا الحكم وهو إلزام التقاطه إذا خيف هلاكه مجمع عليه، والثابت إلزامه بقطعي فرض

مذکورہ بالا چند حوالہ جات ہم نے محض نمونہ کے طور پر ذکر کئے ہیں جن میں سے بعض جزئیات اگرچہ خاص اس مسئلہ کے جواز کیلئے دلیل نہیں بن سکتیں، لیکن ان جزئیات کے ذکر کرنے سے مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ انسانی جان کی شریعت میں بہت اہمیت ہے اور اس کی حفاظت کیلئے شرعی اور اخلاقی دائرہ میں رہ کر ہر کوشش نہایت ضروری ہے۔

اسی لئے ہندوستان اور عرب ممالک کے متعدد علماءِ کرام نے بعض فقہی قواعد (مثلاً: الضرورات تبيح

(جاری ہے۔۔۔)

المحظورات. الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف. يتحمل الضرر الخاص بدفع ضرر عام. إذا تعارضت مفسدتان روعي أعظمها ضرراً بارتكاب أخفهما.)اور دیگر چند دلائل کی بنیاد پر انسانی جان بچانے کی خاطر مجبوری میں چند شرائط کے ساتھ اسکی اجازت دی ہے۔

"مجمع الفقہ الاسلامی جدہ" کا فیصلہ:

چنانچہ اس مسئلہ سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی جدہ (اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ) کا بتاریخ ۱۸تا۲۳/جمادی الاخریٰ۱۴۰۸ھ بمطابق ۶تا۱۱/فروری ۱۹۸۸ء کو جدہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں اس موضوع پر تقریباً نو(۹) حضرات کے مختلف فقہی وطبّی تحقیقی مقالے پیش کئے گئے، ان مقالوں کا جائزہ لینے اور ان میں غور وفکر کرنے کے بعد اجلاس نے "انسانی اعضاء کی پیوند کاری" کی مشروط اجازت دی اور اس کیلئے قرار داد منظور کی گئی جس کا احکام سے متعلقہ حصہ درجِ ذیل ہے:

شرعی احکام:

1. ایک ہی انسان کے جسم کے ایک حصے سے کسی عضو کو اسی کے جسم میں کسی دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس بات کا اطمینان حاصل کر لیا گیا ہو کہ اس آپریشن کا متوقع فائدہ اُس نقصان سے زیادہ ہے جو اس آپریشن کے ذریعے پیدا ہوگا، نیز یہ شرط بھی ملحوظ رہنی ضروری ہے کہ یہ عمل کسی مفقود عضو کو وجود میں لانے یا اس کی اصل صورت کو بحال کرنے یا اس کے مقصود وظیفے کو بحال کرنے یا کسی عیب کی اصلاح یا ایسی بدصورتی کے ازالے کیلئے کیا گیا ہو جو کسی شخص کیلئے جسمانی یا نفسیاتی اذیت کا موجب ہو۔
2. ایک انسان کے جسم سے دوسرے انسان کے جسم میں ایسے عضو کی منتقلی جائز ہے جو خود بخود دوبارہ وجود میں آتا رہتا ہو، مثلاً خون اور کھال، لیکن اس میں اس شرط کی رعایت ضروری ہے کہ عطیہ دینے والا کامل الاہلیت (عاقل وبالغ) ہو اور دوسری شرعی شرائط کا بھی لحاظ رکھا گیا ہو۔
3. اس عضو کا کوئی حصہ جو جسم سے کسی بیماری کی وجہ سے نکالا گیا ہو اس سے دوسرے شخص کیلئے استفادہ جائز ہے، مثلاً اگر کسی شخص کی آنکھ کسی بیماری کی وجہ سے نکالی گئی ہو تو اس کا قرنیہ کسی دوسرے شخص کیلئے دیا جا سکتا ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

4. جس عضو پر زندگی کا دار و مدار ہو اس کی منتقلی حرام ہے، مثلاً کسی زندہ انسان کے دل کو دوسرے انسان کی طرف منتقل کرنا۔

5. کسی زندہ انسان سے ایسے عضو کو منتقل کرنا حرام ہے جس کے الگ کرنے سے وہ اپنی زندگی میں اساسی وظیفہ سے محروم ہو جائے، خواہ زندگی کی سلامتی اس پر موقوف نہ ہو، مثلاً دونوں آنکھوں کے قرنیے کی منتقلی۔ البتہ اگر منتقلی سے کسی اساسی وظیفہ کا صرف ایک حصہ معطل ہوتا ہو تو یہ صورت محلِ نظر ہے اور اس کے بارے میں فقرہ نمبر ۸ اطلاق پذیر ہوگا۔

6. کسی مردہ شخص کا ایسا عضو کسی زندہ انسان کی طرف منتقل کرنا جائز ہے جس پر کسی زندہ انسان کی زندگی موقوف ہو، یا جس پر اس کے کسی اساسی وظیفے کی سلامتی کا دار و مدار ہو، بشرطیکہ مرنے والے شخص نے موت سے پہلے یا اس کے ورثاء نے موت کے بعد منتقلی کی اجازت دیدی ہو، اور اگر متوفی شخص لاوارث ہے یا نامعلوم ہو تو مسلمانوں کے ولی الامر نے اجازت دیدی ہو۔

7. یہ امر ہر حال میں ملحوظ رہنا چاہئے کہ جن جن حالات میں عضو کی منتقلی پر اتفاق کیا گیا ہے وہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ منتقلی کا عمل، عضو کی خرید و فروخت کے ذریعہ انجام نہ پائے، کیونکہ انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کسی حال میں جائز نہیں۔ البتہ اگر عضو سے استفادہ کرنے والا، عطیہ دینے والے کے احسان کے بدلے میں مکافات کے طور پر یا اس کے اکرام کے طور پر اگر اپنی طرف سے کسی مال کی پیشکش کرے جس کا مقصد مطلوبہ عضو کی تحصیل ہو تو یہ مسئلہ محلِ نظر ہے۔

۸. منتقلیٔ اعضاء کی جن صورتوں کا اوپر ذکر آیا ہے ان کے سوا اس عمل کی جتنی مزید صورتیں ہیں وہ سب محلِ نظر ہیں، اور ان کی بحث و تحقیق طبی حقائق اور شرعی احکام کی روشنی میں آئندہ اجلاس کا موضوع بننی چاہئے۔

"اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ" کا فیصلہ:

اسی طرح رابطہ عالمِ اسلامی کے ماتحت قائم "اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ" کا بتاریخ ۲۸/ربیع الثانی تا ۷/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹/تا ۲۸/جنوری ۱۹۸۵ء اجلاس منعقد ہوا، جس میں اس موضوع پر غور کیا گیا کہ ایک انسان کے کسی عضو کی پیوندکاری دوسرے کسی ضرورتمند انسان کے اندر اس غرض سے کی جاسکتی

(جاری ہے۔۔۔)

ہے کہ وہ پیوند کیا گیا عضو اس ضرورتمند شخص کے کسی ناکارہ عضو کا بدل بن سکے۔ تفصیلی بحث و مناقشہ کے بعد درجِ ذیل فیصلہ کیا گیا:

1. کسی زندہ انسان کے جسم سے کوئی عضو لینا اور اسے اُس دوسرے انسان کے جسم میں لگا دینا جو اپنی زندگی بچانے کیلئے یا اپنے بنیادی اعضاء کے عمل میں سے کسی عمل کو بحال کرنے کیلئے اس کا ضرورت مند ہو، ایک جائز عمل ہے جو عضو دینے والے کے حوالے سے انسانی کرامت کے منافی نہیں ہے، دوسری طرف یہ عضو لینے والے کے حق میں ایک نیک تعاون اور بڑی مصلحت پر مبنی خدمت ہے جو ایک جائز اور قابل تعریف عمل ہے بشرطیکہ درج ذیل شرائط موجود ہوں:

- عضو کے لینے سے اُس شخص کی طبعی زندگی کو کوئی نقصان نہ پہنچے جو اسے دے رہا ہے، کیونکہ شریعت کا اصول ہے کہ کسی نقصان کے ازالہ کیلئے اسی جیسے یا اس سے بڑے نقصان کو گوارا نہیں کیا جائے گا، نیز اس لئے بھی کہ ایسی صورت میں عضو کی پیشکش اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مرادف ہوگی جو شرعاً ناجائز ہے۔
- عضو دینے کا عمل عضو دینے والے کی طرف سے رضاکارانہ اور بغیر کسی دباؤ کے ہو۔
- ضرورت مند مریض کے علاج کیلئے عضو کی پیوندکاری ہی طبّی نقطۂ نظر سے تنہا ممکن ذریعہ رہ گیا ہو۔
- عضو لینے اور عضو لگانے کے عمل کی کامیابی غالباً یا عادۃً یقینی ہو۔

2. مندرجۂ ذیل حالتیں بدرجۂ اولیٰ جائز شمار کی جائیں گی:

- ❖ کسی مردہ انسان کا عضو دوسرے ضرورت مند انسان کے تحفظ کیلئے حاصل کیا جائے، بشرطیکہ جس کا عضو لیا جا رہا ہو وہ مکلّف ہو اور اپنی زندگی میں اس کی اجازت دے چکا ہو۔
- ❖ کسی مطلقاً ماکول اللحم اور ذبح شدہ جانور کا یا بوقتِ ضرورت دوسرے کسی جانور کا عضو کسی ضرورت مند انسان میں پیوندکاری کیلئے لیا جائے۔
- ❖ انسانی جسم سے کوئی حصہ لینا تاکہ اسی انسان کے جسم میں اس کی پیوندکاری کی جائے، مثلاً کھال یا ہڈی کا کوئی ٹکڑا لے کر جسم کے کسی دوسرے مقام پر بوقتِ ضرورت لگایا جائے۔

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

❖ معدنی یا کسی اور دھات کے مصنوعی ٹکڑے کو کسی مرض کے علاج کیلئے انسان کے جسم میں لگایا جائے، جیسے جوڑوں اور قلب کے والو وغیرہ کیلئے استعمال کیا جائے۔

"اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا" کا فیصلہ:

اسی طرح مجمع الفقہ الاسلامی الھند (اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا) کا پہلا فقہی سیمینار ۱، ۲، ۳/ اپریل ۱۹۸۹ء میں منعقد ہوا، جس میں پیوند کاری کے مسئلہ پر بحث کی گئی، اور تقریباً پندرہ علماءِ کرام کی تحریری آراء و مقالات پیش کئے گئے، جن میں سے بعض حضرات کی رائے عدم جواز کی تھی اور بعض نے جواز کا قول فرمایا تھا، اسکے بعد فقہی مذاکرہ بھی ہوا، تاہم اس اجلاس میں ایک انسان کا عضو دوسرے انسان کیلئے استعمال کرنے سے متعلق متفقہ کوئی فیصلہ نہ ہو سکا، بلکہ اس کیلئے کمیٹی تشکیل دی گئی جو اس مسئلہ پر دوبارہ غور کرے، چنانچہ مورخہ ۸ تا ۱۱/ دسمبر ۱۹۸۹ء کو دوسرا فقہی سیمینار منعقد ہوا، اور بحث و تمحیص کے بعد انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے مسئلہ میں درجِ ذیل امور متفقہ طور پر طے کئے گئے جس پر تقریباً ۳۵ علماءِ کرام کے دستخط ہیں:

1. کسی انسان کا کوئی عضو ناکارہ ہو چکا ہو اور اس عضو کے عمل کو آئندہ جاری رکھنے کیلئے کسی متبادل کی ضرورت ہو تو اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے:
   - غیر حیوانی اجزاء کا استعمال
   - ایسے جانوروں کے اعضاء کا استعمال جن کا کھانا شرعاً جائز ہے اور بہ طریقۂ شرعی ذبح کئے گئے ہوں۔
   - جان کی ہلاکت یا عضو کے ضائع ہونے کا قوی خطرہ ہو اور اس مطلوبہ عضو کا بدل صرف ایسے جانوروں میں ہی مل سکتا ہے جن کا کھانا حرام ہے، یا حلال تو ہے لیکن بطریقِ شرعی ذبح نہیں کئے گئے ہیں تو ایسی صورت میں ان غیر ماکول اللحم یا ماکول اللحم مگر غیر مذبوح جانوروں کے اعضاء کا استعمال جائز ہے، اور اگر جان یا عضو کی ہلاکت کا شدید خطرہ نہ ہو تو خنزیر کے اجزاء کا استعمال جائز نہیں۔
2. اسی طرح ایک انسان کے جسم کا ایک حصہ اسی انسان کے جسم میں بوقتِ حاجت استعمال کیا جانا جائز ہے۔
3. اعضاءِ انسانی کا فروخت کرنا حرام ہے۔
4. اگر کوئی مریض ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ اس کا کوئی عضو اس طرح بیکار ہو کر رہ گیا ہے

(جاری ہے۔۔۔)

کہ اگر اس عضو کی جگہ دوسرا عضو اس کے جسم میں پیوند نہیں کیا جائے تو قوی خطرہ ہے کہ اس کی جان چلی جائے گی، اور سوائے انسانی عضو کے کوئی دوسرا متبادل اس کو پورا نہیں کر سکتا، اور ماہر قابل اعتماد اطباء کو یقین ہے کہ سوائے عضوِ انسانی کی پیوندکاری کے کوئی راستہ اس کی جان بچانے کا نہیں ہے، اور عضوِ انسانی کی پیوندکاری کی صورت میں ماہر اطباء کو ظنِ غالب ہے کہ اس کی جان بچ جائے گی، اور متبادل عضوِ انسانی اس مریض کیلئے فراہم ہے تو ایسی ضرورت، مجبوری اور بے کسی کے عالم میں عضوِ انسانی کی پیوندکاری کرا کر اپنی جان بچانے کی تدبیر کرنا مریض کیلئے مباح ہوگا۔

1. اگر کوئی تندرست شخص ماہر اطباء کی رائے کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اگر اس کے دو گردوں میں سے ایک گردہ نکال لیا جائے تو بظاہر حال اس کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑے گا، اور وہ اپنے رشتہ دار مریض کو اس حال میں دیکھتا ہے کہ اس کا خراب گردہ اگر نہیں بدلا گیا تو بظاہر حال اس کی موت یقینی ہے اور اس کا کوئی متبادل موجود نہیں ہے تو ایسی حالت میں اس کیلئے جائز ہوگا کہ وہ بلا قیمت اپنا ایک گردہ اس مریض کو دے کر اس کی جان بچالے۔

۲. اگر کسی شخص نے یہ ہدایت کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعضاء، پیوندکاری کیلئے استعمال کئے جائیں جسے عُرفِ عام میں ''وصیت'' کہا جاتا ہے، از رُوئے شرع اسے اصطلاحی طور پر وصیّت نہیں کہا جاسکتا اور ایسی وصیّت اور خواہش شرعاً قابل اعتبار نہیں۔

واجب العمل شرائط کا خلاصہ:

مذکورہ بالا فقہی فیصلوں اور مجوّزین حضرات کے مقالہ جات میں بیان کردہ شرائط کو اگر جمع کیا جائے تو اس کا مجموعی حاصل درجِ ذیل شرائط بنتی ہیں:

۱... معتمد اور ماہر اطباء بتائیں کہ پیوندکاری کے علاوہ مریض کا کوئی دوسرا علاج ممکن نہیں ہے۔

۲... اس بارے میں ظنِ غالب ہو کہ اس عضو کی منتقلی سے مریض کو شفا حاصل ہو جائیگی۔

۳... حتی الامکان کسی مسلمان کا کوئی عضو کسی کافر کو اور کسی کافر کا کوئی عضو مسلمان کو نہ لگایا جائے اور کوشش کی جائے کہ مسلمان کے جسم میں مسلمان کا ہی عضو استعمال کیا جائے۔

(جاری ہے---)

دار الافتاء

۴... مرنے والا شخص مکلّف ہو اور اس نے موت سے پہلے منتقلی کی تحریری اجازت دیدی ہو۔ البتہ مذکورہ بالا فقہی فیصلوں میں سے مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کے فیصلہ میں ورثاء کو بھی اختیار دیا گیا ہے کہ اگر میت نے زندگی میں وصیت نہ کی ہو تو موت کے بعد ورثاء کی اجازت بھی کافی ہے، اور اگر متوفی شخص لاوارث یا نامعلوم ہو تو مسلمانوں کے ولی الامر نے اجازت دیدی ہو۔

۵... عضو کی منتقلی کے بعد جسم میں کوئی ایسی تبدیلی نہ ہو جو مُثلہ کے مشابہ ہو۔ (جسم کے اعضاء کاٹ کر اس کو بدہیئت بنانے اور صورت بگاڑنے کو مُثلہ کہا جاتا ہے)

۶... مردہ جسم سے مطلوبہ عضو کو تدفین سے پہلے پہلے نکال لیا جائے، تدفین کے بعد نہیں۔

۷... وہ عضو بغیر کسی قیمت کے دیا جائے۔

یہ شرائط مردہ جسم سے عضو لینے کے بارے میں ہیں، اگر کسی زندہ جسم سے اُس کی اجازت سے کوئی عضو لیا جائے تو اس کیلئے مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ ساتھ درجِ ذیل شرائط کا پایا جانا بھی ضروری ہے:

۱... اس عمل سے عضو دینے والے شخص کی طبعی زندگی کو کوئی بڑا نقصان نہ پہنچے۔

۲... اس کا کوئی ایسا عضو نہ نکالا جائے جس پر اسکی حیات موقوف ہو جیسے دل وغیرہ۔

۳... کسی ایسے عضو کی منتقلی جائز نہیں جس کے جدا کرنے سے انسان کسی اساسی وظیفہ سے محروم ہو جائے جیسے دونوں آنکھیں وغیرہ۔

۴... زندہ جسم سے صرف وہ عضو لیا جائے جس کے متعلق ڈاکٹروں نے طے کر دیا ہو کہ اسکا جسم کے اندر رہنا ضروری نہیں اور اس کے بغیر زندگی بآسانی گزاری جاسکتی ہے۔

مسئلہ کا خلاصہ:

خلاصہ یہ کہ اعضاءِ انسانی کی پیوندکاری کے مسئلہ میں علماءِ کرام اور اہلِ فتویٰ حضرات کا اختلاف ہے، بلادِ ہند و پاک کے بیشتر قدیم علماء نے اسے مطلقاً ناجائز فرمایا ہے، جبکہ ہندوستان اور عرب ممالک کے متعدد علماءِ کرام کی رائے یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی ایسی مجبوری کی صورت پیش آجائے کہ مریض کی زندگی بچانے کیلئے یا اس کے بنیادی اعضاء میں سے کسی عضو کے عمل کو بحال کرنے کیلئے متبادل کی ضرورت ہو اور ماہر ڈاکٹر کی آراء کے مطابق انسانی اعضاء کے سوا کوئی اور متبادل (مثلاً غیر ذی روح چیز سے بنے ہوئے اعضاء یا حلال جانور کے اعضاء کی پیوندکاری کے ذریعہ) ممکن نہ ہو تو ایسی مجبوری کی صورت میں مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ کسی دوسرے انسان کا عضو بلا معاوضہ لے کر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے احتیاط تو بہرحال اسی میں ہے کہ حتی

(جاری ہے---)

الامکان اس طریقۂ علاج سے اجتناب کیا جائے، البتہ اگر کوئی شخص شدید مجبوری میں مبتلا ہو اور وہ جواز کی رائے رکھنے والے علماءِ کرام کی رائے پر عمل کرلے تو امید ہے کہ عند اللہ معذور ہوگا، تاہم جواز والے قول پر عمل کرنے کی صورت میں احتیاطاً استغفار اور کچھ صدقہ وخیرات بھی کردے۔

دار الافتاء

صورتِ مسئولہ کا حکم:

جو حضرات انسانی اعضاء کی پیوندکاری کو مطلقاً ناجائز کہتے ہیں اُن کے نزدیک انسان جس طرح اپنی زندگی میں اپنا کوئی عضو کسی کو عطیہ نہیں کرسکتا، اسی طرح مرنے کے بعد اپنے اعضاء عطیہ کرنے کی وصیت بھی نہیں کرسکتا، اور نہ ورثاء اس کے اعضاء کسی کو دے سکتے ہیں۔ اسی لئے اگر کوئی شخص زندگی میں اعضاء عطیہ کرنے کی وصیت کرجائے تو اس کی یہ وصیت باطل ہے، اور اس پر عمل کرنا اور اس کے اعضاء لینا جائز نہیں۔ ان کے نزدیک

اور جو حضرات انسانی اعضاء کی پیوندکاری کو جائز کہتے ہیں اُن کے نزدیک بھی اعضاء عطیہ کرنے کی وصیّت شرعی اعتبار سے "وصیّت" نہیں ہوگی، بایں معنی کہ ورثاء پر اس کو پورا کرنا لازم نہیں ہوگا، البتہ یہ ایک خواہش ہے، اور ورثاء، کسی مجبور انسان کو مرحوم کا کوئی عضو مرحوم کی خواہش کے مطابق مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ عطیہ کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں۔

ضروری وضاحت:

تاہم یہ بات ضرور واضح رہنی چاہئے کہ اعضاءِ انسانی کی پیوندکاری کو جائز کہنے والے حضرات کے نزدیک بھی صرف مجبوری کی صورت میں گنجائش ہے جس کی تفصیل اوپر گزری، عام حالات میں اس کی اجازت نہیں، اس لئے جواز کی رائے اور فتویٰ کو بنیاد بنا کر انسانی اعضاء کے عطیہ کی ترغیب دینا اور لوگوں میں اس کے رجحان کو فروغ دینا درست نہیں، بالخصوص موجودہ حالات میں جس طرح اس طریقۂ علاج کا فروغ ہورہا ہے غالب گمان ہے کہ لوگ معمولی معمولی مشقتوں کا سہارا لے کر اعضاء کی خرید وفروخت شروع کردیں اور اسے کاروبار بنالیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں سائل کا یہ کہنا کہ "اعضاء کا یہ عطیہ صرف اللہ کی خوشنودی کیلئے کیا جاتا ہے اور اس عمل میں کسی قسم کے پیسوں کا لین دین شامل نہیں ہوتا، چاہے وہ ادارہ ہو، اعضاء عطیہ کرنے والا شخص ہو یا مریض۔" یہ حقیقت اور واقعہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ ایسے بے شمار واقعات سامنے آچکے ہیں کہ غربت زدہ لوگوں کو پیسوں کا لالچ دیکر ان کا عضو لیا گیا اور مہنگا فروخت کیا گیا، اور ہسپتالوں میں بھی اعضاء کی پیوندکاری کے لئے لوگوں سے بھاری رقوم وصول کی جاتی ہیں، اور یہی نہیں کہ صرف جرائم پیشہ لوگ یہ کام

رہی

(جاری ہے۔۔۔)

کرتے ہیں بلکہ اخباری رپورٹس کے مطابق خود ڈاکٹر حضرات اس جرم میں ملوث ہیں۔ (نمونہ کے طور پر چند اخباری رپورٹیں منسلک ہیں، اور یہ تو صرف وہ چند رپورٹیں ہیں جو اردو زبان میں ہیں، اگر عربی، انگریزی اور دیگر زبانوں کی خبروں کا جائزہ لیا جائے تو سینکڑوں صفحات بن سکتے ہیں)۔

اس لئے اس طرزِ عمل کی حوصلہ افزائی کے بجائے حوصلہ شکنی کرنی چاہئے تاکہ انسانی جان کی حرمت و شرافت برقرار رہے، اور انسانی جان کو عام اشیاء کی طرح استعمال کی چیز نہ بنالیا جائے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

محمود اشرف عثمانی غفراللہ لہ

بہ اعانت عزیزم مولوی محمد حذیفہ سلمہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴/شعبان المعظم ۔ ۱۴۳۷ھ

۲۲/مئی ۔ ۲۰۱۶م

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الراجح صحیح

الجواب صحیح

0053

العربية
Al Arabiya

"میرے گردے چوری کر لئے گئے" ایک متاثر

مصر: انسانی اعضاء کی اسمگلنگ کا کاروبار عروج پر

دار الافتاء
۱۳/۸۶۳

منگل 20 ذی القعدہ 1429ھ - 18 نومبر 2008م

لوگ غربت کی وجہ سے اپنے اعضاء کو بیچنے پر مجبور ہیں .

قاہرہ۔ العربیہ. نیٹ

مصر میں عطیہ کئے گئے انسانی اعضاء کی مانگ بڑھنے کی وجہ سے ان کی اسمگلنگ میں بھی اضافہ ہوا ہے اور انسانی اعضاء کے اسمگلروں کی ایک زیر زمین مارکیٹ کے کاروبار کو عروج ملا ہے جو ان افراد کی تلاش میں ہوتے ہیں جو رقم کی خاطر اپنے اعضاء فروخت کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں.

معاشی مسائل کا شکار مصری بالعموم اپنے اعضاء ایک ہزار ڈالرز تک میں بھی فروخت کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں لیکن انہیں مستقبل میں صحت کی پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کا نتیجہ بالعموم امراض اور موت کی صورت میں نکلتا ہے .

"یہ بہت خطرناک لوگ ہیں". ایک ڈونر نے کہا جس نے لیبیا میں ایک اچھی زندگی گزارنے کے لئے اپنا گردہ فروخت کیا تھا. اس نے بتایا کہ "اس سے انسانی اعضاء کی تجارت کے دلال نے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ میرا گردہ بارہ ہزار پاؤنڈز میں فروخت کر سکتا ہے. میں مصر چھوڑ کر باہر کسی دوسرے ملک جانا چاہتا تھا. اس نے مجھے یقین دلایا کہ گردہ نکالنے کا آپریشن کسی خطرے سے خالی ہو گا اور میں بہت جلد صحت یاب ہو کر باہر جانے کے لئے سفر کر سکوں گا ."

یہ باتیں 32 سالہ مزدور سلیم بکری نے بتائیں جنہوں نے اپنا اصل نام ظاہر نہ کرنے کی درخواست کی اور جو دو سال قبل سوہاج سے کام کی تلاش میں قاہرہ آئے تھے. محرومیوں کا شکار کئی مصریوں کی طرح وہ بھی ملک سے باہر جانا چاہتے تھے لیکن اس کے لئے انہیں رقم کی ضرورت تھی. لیکن وہ دوسرے لوگوں کی طرح انسانی اعضاء کی اسمگلنگ کرنے والے گروہ کے ہتھے چڑھ گئے.

مصر میں اعضاء کی بحالی کے لئے کام کرنے والے ادارے کے ایک عہدے دار عمرو مصطفیٰ نے العربیہ. نیٹ کو بتایا کہ "اپنے اعضاء عطیہ کرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے اس لئے ان لوگوں کو ان کی راہ سے ہٹانا مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ سماجی طور خود کو

0054

نا قابل قبول سمجھتے ہیں."

انہوں نے بتایا کہ "اعضاء کی اسمگلنگ کا شکار کبھی ہمارے پاس مدد کے لئے نہیں آتے حالانکہ ہم ان کے آپریشنز کے بعد مفت علاج کی سہولت مہیا کرتے ہیں. لیکن انہیں اس بات کا یقین نہیں ہوتا کہ ہم یہ خدمت مفت مہیا کرتے ہیں . ان کے ساتھ جو کچھ ہو چکا ہوتا ہے اس کے بعد وہ کسی پر اعتماد کرنے کو تیار نہیں ہوتے ."

مصر کی وزارت صحت کے ترجمان عبد الرحمان شاہین کا کہنا ہے کہ "انسانی اعضاء کی اسمگلنگ کی بڑی پیچیدہ صورت حال کی وجہ سے اس کی نوعیت اور حجم کا اندازہ لگانا مشکل ہے". انہوں نے کہا کہ وزارت صحت کی جانب سے انسانی اعضاء کی اسمگلنگ کی نگرانی کی جا رہی ہے اور دوسرے اداروں کے ساتھ مل کر انسانی اعضاء کے اسمگلروں کو گرفتار کیا گیا ہے .

ترجمان نے العربیہ.نیٹ کو بتایا کہ "وزارت صحت نے سکاؤٹس کو اس دھندے کی نگرانی کے لئے مقرر کیا ہے جو کافی شاپس میں بیٹھتے اور دلالوں کی اعضاء فروخت کرنے پر آمادہ افراد سے ہونے والی گفتگو کو نوٹ کرتے ہیں. ترجمان نے بتایا کہ "اس دھندے کو روکنے کے لئے انہیں اس میں ملوث کسی ڈاکٹر یا کسی شخص کو گرفتار کرنے کا اختیار دیا گیا ہے ."

لیکن عمرو مصطفیٰ کا کہنا ہے کہ انسانی اعضاء کی اسمگلنگ کی روک تھام کے لئے حکومت کی نگرانی کا نظام اتنا موثر نہیں ہے، جتنا ہونا چاہئے. انہوں نے بتایا کہ انسانی حقوق کی بیس تنظیموں نے بیس ہسپتالوں کے خلاف انسانی اعضاء کی اسمگلنگ میں ملوث ہونے پر رپورٹس دائر کی ہیں.

مصری قانون کے تحت انسانی اعضاء کی پیوند کاری کا عمل اسی صورت میں قانونی قرار پائے گا اگر یہ خاندان کے افراد یا قریبی عزیز و اقارب کے درمیان ہو. انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے لئے مصدقہ ہسپتالوں سے رجوع کرنا چاہئے اور اپنے خونی گروپ کے ساتھ ملنے والے گروپ کا انتظار کرنا چاہئے جبکہ کسی غیر ملکی کو انسانی اعضاء عطیہ کرنا بالکل غیر قانونی ہے.

نوائے وقت
لاہور

21-Oct-2010

لاہور میں گردوں کی غیر قانونی پیوندکاری کرنے والے گروہ کیخلاف کارروائی کا فیصلہ

لاہور (نیوز رپورٹر + ریڈیو مانیٹرنگ) گردوں کی غیر قانونی پیوند کاری کرنے والے گروہ میں شامل سرکاری ہسپتالوں کے ڈاکٹروں کو فوری طور پر معطل کر کے ان کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ بات سیکرٹری صحت فواد حسن فواد نے جاری کردہ اعلامیہ میں کہی گئی ہے۔ حکومت پنجاب کے اس اعلامیہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اومان کی خاتون سلمٰی سلیمان کی دوران آپریشن ہلاکت پر اس گروہ کا پتہ چلایا گیا۔ ای ڈی او ہیلتھ ڈاکٹر فیاض احمد رانجھا نے ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کرا دیا ہے۔ دوران آپریشن ہلاک ہونے والی اومانی خاتون کا آپریشن کوٹ خواجہ سعید کے ہسپتال کے سرجن ڈاکٹر فواد چدھڑ نے کیا تھا گرفتار ایجنٹ رحمت علی نے تفتیش کے دوران ڈاکٹر کا نام بتا دیا۔ مذموم کاروبار میں ہیڈ آف یورالوجی ڈیپارٹمنٹ علامہ اقبال میڈیکل کالج پروفیسر سلیم اختر، میو ہسپتال کے ڈاکٹر منظور ملک، عمر ہسپتال کا ٹیکنیشن ضیا اور خیر النساء ہسپتال کا ٹیکنیشن یونس ملوث ہیں۔

دارالافتاء
١٣/١٨٦٣

روزنامہ
پاکستان
چیف ایڈیٹر: مجیب الرحمان شامی

گردوں کی پیوندکاری، خاتون کی ضمانت قبل از گرفتاری میں توسیع

جنوری 2016 02

لاہور(نامہ نگار خصوصی)لاہور ہائیکورٹ نے سال 2016ء کا پہلا حکم جاری کرتے ہوئے گردوں کی پیوند کاری کے کاروبار کے مقدمہ میں ملوث خاتون کی ضمانت قبل از گرفتاری میں 12 جنوری تک توسیع کر دی۔یہ حکم مسٹر جسٹس عبدالسمیع خان نے جاری کیا ۔ درخواست گزار وحید عباس کے وکیل نے عدالت کو بتایا کہ ڈاکٹر سرفراز ان کی بیوی مونا سرفراز سمیت آٹھ افراد نے ان کا گردہ تبدیل کرنے کیلئے اٹھائیس لاکھ روپے وصول کئے۔ اسکے باوجود ناقص گردہ لگا دیا گیا۔ گردہ تبدیلی کی شکایت پر پولیس نے تمام ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ عدالت رقم واپس کرنے اور مجرمان کو قرار واقعی سزا دینے کے احکامات جاری کرے۔ ملزمان کے وکیل نے عدالت کو بتایا کہ تمام کارروائی درخواست گزار کی رضامندی سے ہوئی۔ عدالت نے ملزمہ مونا سرفراز کی درخواست ضمانت میں بارہ جنوری تک توسیع کرتے ہوئے کیس کی فائل جسٹس صداقت علی خان کو ارسال کر دی ہے۔

دارالافتاء
۱۳/۸۶۳

گردوں کی خرید وفروخت اور پیوندکاری میں ملوث گروہ کا سرغنہ ڈاکٹر ثناء اللہ لاہور سے گرفتار

ساوتھ ایشین نیوز ایجنسی (ثناء · November 23, 2013 ·)

میر پور (ثناء نیوز) میر پور پولیس نے گردوں کی خرید وفروخت کے کاروبار میں ملوث سرجن ڈاکٹر ثناء اللہ کو لاہور سے گرفتار کرلیا ہے جبکہ ڈاکٹر ثناء اللہ کے معاون سٹاف اہلکاروں محمد شفیق اور خاور شہزاد کو گرفتار کرکے دفعہ APC-109-319/334 کے تحت مقدمہ درج کرلیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق پاکستان میں گردوں کی خرید وفروخت کے ذریعہ پیوندکاری کو تعزیری جرم قرار دینے کے بعد سرجن ڈاکٹر ثناء اللہ جو لاہور کا سکونتی ہے نے میر پور میں یہ گھناونا کاروبار گزشتہ 4 ماہ سے شروع کر رکھا تھا۔ ناصر ہسپتال کے مالک ڈاکٹر ناصر صدیق سمیت ہسپتال کا عملہ بھی ہر آپریشن میں کمشن حاصل کرتا تھا۔ ڈاکٹر ثناء اللہ پاکستان کے مختلف صوبوں سے ضرورت مند مریضوں کو میر پور لاتا تھا جبکہ مذکور کا ایجنٹ شوکت جو واہ کینٹ راولپنڈی کا سکونتی ہے غریب اور مجبور لوگوں کو گردے فروخت کرنے کے لئے آمادہ کرتا اور پھر انہیں میر پور ناصر ہسپتال لاکر ٹرانسپلانٹ کے ذریعے ان کا ایک گردہ خریدتا جس کے عوض 02 لاکھ روپے انہیں دیتا تھا جبکہ گردوں کے ضرورت مند مریضوں سے 12/13 لاکھ روپے فی گردہ حاصل کرتا تھا۔ اس رقم میں سے 01 لاکھ 50 ہزار روپے ایجنٹ خود رکھتا، 85 ہزار روپے ڈاکٹر ناصر صدیق کو، 15 ہزار روپے ڈاکٹر طاہر کو جو مریضوں کو بے ہوش کرتا کو دیتا اور ناصر ہسپتال کے عملہ کو مجموعی طور پر 15/20 ہزار روپے ادا کرتا اور بقیہ رقم سرجن ثناء اللہ کا حصہ ہوتا تھا۔ مریض اور گردہ فروخت کرنے والوں کو فرضی ناموں پر ناصر ہسپتال میں رجسٹرڈ کیا جاتا اور فائل پر دونوں ڈاکٹر اپنی قلمی کچھ تحریر نہ کرتے تاکہ کوئی ثبوت نہ رہ جائے۔ مورخہ 12-10-13 کو اسی طرح ایک آپریشن کے دوران گردہ فروخت کرنے والے شخص علی احمد جو شیخوپورہ لاہور کا سکونتی تھا اور ظہور احمد کے فرضی نام سے رجسٹرڈ تھا کی موت واقع ہو گئی جسے ڈاکٹروں اور عملہ نے صیغہ راز میں رکھتے ہوئے خفیہ طور پر ایمبولینس میں لاہور بھجوایا اور شوکت ایجنٹ کے ذریعے مقتول کے سوتیلے بھائی کے بیٹے مختار کو 02 لاکھ روپے دے کر نعش قصور کے ایک قبرستان میں بغیر نماز جنازہ خفیہ طور پر دفنا دی گئی۔
مقتول کے ورثاء گزشتہ ایک ماہ سے مقتول کو تلاش کرتے رہے لیکن انہیں تب خبر ہوئی جب پولیس نے ملزمان کو گرفتار کرکے انہیں صورتحال سے آگاہ کیا۔ مورخہ 13-11-13 کو ایس ایس پی میر پور نے جب DSP سٹی اور علاقہ مجسٹریٹ کے ذریعہ ناصر ہسپتال واقع سیکٹر F/1 پر ریڈ کرایا اور ڈاکٹر ناصر صدیق سمیت شوکت ایجنٹ اور ہسپتال کے عملہ میں سے محمد شفیق اور خاور شہزاد کو گرفتار کیا تو سرجن ڈاکٹر ثناء اللہ موقع سے فرار ہو گیا تھا۔ پولیس تھانہ تھوتھال میں ملزمان کے خلاف جرام APC-109-319/334 درج رجسٹر کیا گیا۔ تفتیش کے دوران ملزمان مختار اور یونس جنہوں نے دو لاکھ روپے لے کر نعش خفیہ طور پر قصور دفن

دارالافتاء
۱۳/۱۸۶۲

کرائی تھی کو بھی گرفتار کر لیا اور ان کی نشاندہی پر قصور قبرستان سے مقتول علی احمد کی نعش برآمد کر کے پوسٹمارٹم کے لئے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میرپور پہنچادی گئی ہے۔ اس دوران پولیس تھانہ تھوتھال کی ٹیم جو جاوید الرحمن سب انسپکٹر کی قیادت میں سرجن ڈاکٹر ثناء اللہ کی تلاش کے لئے مامور تھی نے گزشتہ رات ماڈل ٹاؤن لاہور میں ریڈ کر کے سرجن ڈاکٹر ثناء اللہ کو گھر سے گرفتار کر لیا ہے۔ ڈاکٹر ثناء اللہ مذکور قبل ازیں لاہور تھانہ پولیس ماڈل ٹاؤن میں اس نوعیت کے 04 مقدمات میں ملوث ہو کر چالان ہو چکا ہے اور انہی الزامات کی بناء پر جنرل ہسپتال لاہور سے ملازمت سے بھی برخاست ہو چکا ہے۔ پولیس نے دوران تفتیش ڈاکٹر ناصر کے قبضہ سے 39 مریضوں کی فائلیں بھی ضبط کر لی ہیں جو ناصر ہسپتال سے گردوں کے آپریشن کروا چکے ہیں۔ اس طرح ان ملزمان نے 04 ماہ میں گردوں کی خرید و فروخت کے ذریعہ قریب 02 کروڑ روپے کمائے ہیں۔

/http://www.express.pk/story/306503

express
نیوز

انسانی اعضا کی خرید و فروخت کا کاروبار

عدنان اشرف ایڈووکیٹ اتوار 30 نومبر 2014

عالمی اداروں کے سروے اور رپورٹوں میں مختلف شعبہ جات میں منفی کارکردگی اور تنزلی کے لحاظ سے ہماری درجہ بندی (رینکنگ) مسلسل زوال پذیر ہے، پچھلے ماہ ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا تھا کہ مہنگی اور دو نمبر ادویہ فروخت کرنے والے ایشیائی ممالک میں پاکستان پہلے نمبر پر آ گیا ہے، المیہ یہ ہے کہ مہنگی اور جان بچانے والی ادویہ میں جعل سازی کا تناسب سب سے زیادہ ہے۔

اول تو ملک میں علاج و معالجے کی سہولیات ناپید یا کم از کم غریب طبقے کی دسترس سے باہر ہیں جس کا ایک مظاہرہ تھرپارکر میں بے تحاشا اموات کی صورت میں دیکھنے میں آ رہا ہے۔ پولیو، ڈینگی، کانگو، ایبولا، نگلیریا وغیرہ میں انسانوں کی ہلاکتوں پر حکومتی اور شہری ادارے بے دست وپا اور عوام بے آسرا نظر آتے ہیں، عوام کی ہمدردی کی دعویدار حکومتیں دعووں پر چل رہی ہیں جب کہ سیاست دان بیانوں پر پل رہے ہیں۔ جو لوگ مہنگے علاج کے متحمل ہوتے ہیں بعض اوقات جعلی ادویات ان کی بھی جانیں لے لیتی ہیں۔ اس قسم کے غیر قانونی و غیر انسانی کاروبار میں ملوث مافیا کے ساتھ سرکاری اہلکار اور کافی تعداد میں سرکاری اور پرائیویٹ ڈاکٹر بھی ملے ہوئے ہیں۔ صحت کا بجٹ انتہائی قلیل ہے جس کا بڑا حصہ کرپشن اور بدانتظامی کی نذر ہو جاتا ہے۔

اینٹوں کی بھٹوں پر پشت در پشت غلام اور مقروض مزدوروں سے قرض چکانے کے نام پر ان کے گردے حاصل کر لیے جاتے ہیں گاؤں کے جاگیر دار غریبوں کو اپنے گردے فروخت کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اسپتالوں میں گردے چوری کرنے اور زبردستی گردے نکالنے کے واقعات اور غیر قانونی پیوندکاری کا کاروبار بھی جاری ہے۔ ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر ادیب الحسن رضوی نے کہا تھا کہ مجھے شرم سے کہنا پڑتا ہے کہ اس گھناؤنے کاروبار میں ہمارے ڈاکٹرز بھی شریک ہیں۔

دار الافتاء ۱۳/۱۸۶

3060

پاکستان میں عوام کی اکثریت کو پینے کا صاف پانی تک میسر نہیں ہے۔ نوے کی دہائی تک بھارت گردوں کی خرید و فروخت اور سستی پیوند کاری کی عالمی منڈی بنا ہوا تھا۔ پھر وہاں کی حکومت نے قانون سازی کے ذریعے پابندی عائد کر دی کہ صرف خونی رشتے دار ہی عطیہ کرنے کے اہل ہوں گے اس کے بعد وہاں کی صورت حال یکسر تبدیل ہو گئی۔ مگر پاکستان میں اس سلسلے میں موثر قانون سازی اور قانون کے اطلاق و عمل داری نہ ہونے کی وجہ سے گردوں کی تجارت میں 50 فی صد اضافہ ہوا ہے۔ 1990 تک یہاں 75 فی صد پیوند کاری، رشتے داروں اور 25 فی صد غیر رشتے داروں کی طرف سے ہوتی تھی لیکن اس کے بعد صورت حال اس کے بالکل برعکس ہو گئی۔

سستے اور با آسانی دستیاب گردوں کی وجہ سے دنیا کے دیگر ممالک کے باشندوں نے یہاں کڈنی ٹور شروع کر دیے۔ کیونکہ دنیا کے بہت سے ممالک میں گردہ لینا اور دینا جرم کے زمرے میں آتا ہے اور اخراجات بھی بہت آتے ہیں۔ امریکا میں گردے کی پیوند کاری پر پاکستان سے دس گنا زیادہ اخراجات آتے ہیں۔ اس لیے پاکستان اعضا کی پیوند کاری کے لیے مرغوب ترین عالمی مرکز اور کڈنی ٹور کنٹری کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ دستاویزات پر مارشیس جاتے ہوئے دو پاکستانیوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ملزم رضوان نے بھارتی عورت سے اس کی بیٹی کو سات لاکھ کے عوض گردہ فروخت کرنے کا معاہدہ کیا تھا اور اس مقصد کے لیے لاہور کے ایک نوجوان سرفراز بھٹی کو ایک لاکھ روپے اور بیرون ملک ملازمت دلانے کا لالچ دے کر اس کام کے لیے رضامند کیا تھا۔ سرفراز ایک بچی کا باپ اور مالی مشکلات میں مبتلا تھا۔ اس کے گھر والے اس معاملے سے لاعلم تھے۔

انھیں بتایا گیا تھا کہ وہ ملازمت کے سلسلے میں باہر جا رہا ہے۔ رضوان نے منصوبہ بنایا تھا کہ مارشیس پہنچ کر سرفراز کے گردہ خریدنے والی عورت کی بیٹی کے ساتھ شادی کے پیپر بنائے جائیں گے۔ بعد ازاں یہ شخص اس عورت کا داماد بن کر بھارت جائے گا اور گردے کی پیوند کاری کرے گا۔ بد قسمتی سے امیگریشن عمل کو ان کی سفری دستاویزات پر شک گزرا تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ رضوان بین الاقوامی سطح پر گردے کی خرید و فروخت کے غیر قانونی کاروبار میں ملوث ہے۔

اس نے بتایا کہ گردہ فروخت کرنے کے لیے سرفراز کے میڈیکل ٹیسٹ کرا کر مارشیس بھجوائے تھے اور بھارتی خاتون کے مطمئن ہونے کے بعد اس سے ساڑھے سات ہزار امریکی ڈالر بھی منگوا لیے تھے اس نے یہ بھی انکشاف کیا کہ ایک سال قبل اپنے معاشی حالات سے تنگ آ کر انٹرنیٹ کے ذریعے زیمبیا کے ایک خاندان کو 6 لاکھ روپے میں اپنا گردہ فروخت کیا تھا یہ رقم خرچ ہو جانے کے بعد اس نے انسانی اعضا عطیہ کرنے والوں اور ضرورت مندوں کے لیے بنائے گئے گروپ اور ویب سائٹس کی مدد سے گردوں کے خریدار ڈھونڈ لیے اور اس بھارتی عورت سے معاہدہ طے ہو گیا۔ امیگریشن حکام کا کہنا ہے کہ رضوان اس سے پہلے بھی اپنا گردہ

دار الافتاء

فروخت کرنے جعلی دستاویزات پر بھارت گیا تھا ان کے خلاف جعلی دستاویزات پر بیرون ملک جانے کی کوششوں کے الزام میں مقدمہ درج کر لیا گیا ہے جب کہ انسانی اعضا کی خرید و فروخت پر کارروائی کے لیے وفاقی حکومت سے رجوع کیا جا رہا ہے۔

پاکستان میں اعضا کی پیوند کاری کے قانون کے تحت کسی پاکستانی کو کسی غیر ملکی کو گردہ عطیہ کرنے کی ممانعت ہے جو شخص اس قسم کے فعل میں کسی بھی طور پر شریک ہو گا معاونت و مدد کرے گا، گاہک یا ضرورت مند تلاش یا اعضا کی قیمت وصول کرنے میں ملوث پایا جائے گا اسے 10 سال تک قید اور 10 لاکھ تک جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے اور یہ فعل ناقابل ضمانت ہو گا۔ سپریم کورٹ بھی اس سلسلے میں حکومت کو تنبیہ کر چکی ہے کہ مجرموں کے خلاف قانونی کے اطلاق کو یقینی بنا کر اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث افراد کو گرفتار کیا جائے۔

خود وفاقی وزیر صحت اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ پاکستان میں سالانہ 1500 غیر ملکی گردے خریدنے پاکستان آتے ہیں اور یہاں گردے ناکارہ ہونے سے 15 ہزار، جگر کے عارضے کی وجہ سے 10 ہزار اور ہارٹ فیل ہونے سے 16500 اموات سالانہ ہوتی ہیں، بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ انسانی اعضا کی خرید و فروخت کے قانون کے نافذ ہونے کے باوجود گردوں کی خرید و فروخت میں کمی آنے کی بجائے اس میں اضافہ ہی ہوا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت انسانی اعضا کی خرید و فروخت اور پیوند کاری کے سلسلے میں قانون کو موثر و فعال بنانے کے لیے ضروری ترمیمات کرے اور اس کے اطلاق کو یقینی بنائے، جرم کے مرتکب افراد کو فوری سزائیں دے کر کیفر کردار تک پہنچائے۔

دار الافتاء ۱۴/۸۶۳

unya News English (HTTP://DUNYANEWS.TV/) Watch Live (HTTP://DUNYANEWS.TV/NEWSITE/LIVE_STREAM/NEW1_LIVE_TV.PHP)

اہم خبریں بریکنگ:-کوئٹہ:نواں کلی میں گھر پر فائرنگ، 2خواتین سمیت 3افراد جاں بحق، 2زخمی

'گردوں کی غیر قانونی خرید و فروخت کے کاروبار کا 85 فیصد پاکستان میں ہوتا ہے'

Last Updated On 13 October,2016 09:07 pm

براہ راست دیکھیے (HTTP://DUNYANEWS.TV /NEWSITE /LIVE_STREAM /NEW1_LIVE_TV.PHP)

پروگرا شیڈو VS.TV) X.PHP N/DT

2 5 14 7287 7309

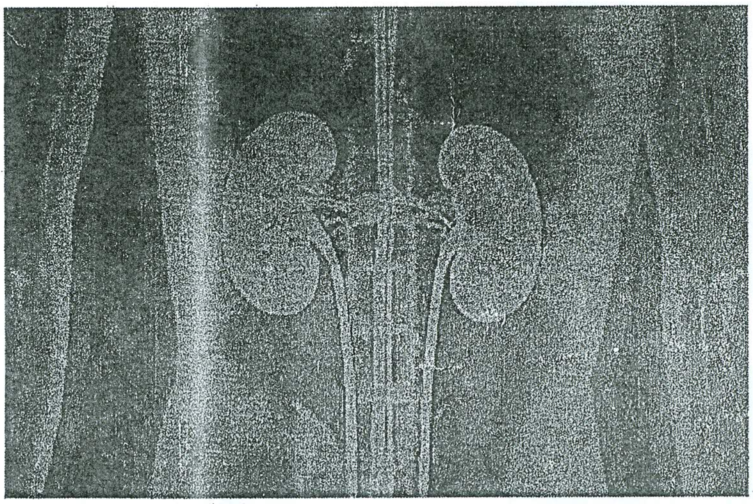

دنیا میں گردوں کی خرید و فروخت کے غیر قانونی کاروبار کا پچاسی فیصد پاکستان میں ہوتا ہے، بڑے بڑے سیاستدان اور اسپتال ملوث ہیں۔ قائمہ کمیٹی کے اجلاس میں ہوشربا انکشافات سامنے آ گئے۔

اسلام آباد: (دنیا نیوز) دنیا بھر میں گردوں کی خرید و فروخت کا غیر قانونی کاروبار ہو رہا ہے۔ اس گھناؤنے کاروبار کا 85 فیصد پاکستان میں ہونے اور اس میں بڑے بڑے سیاستدانوں اور اسپتالوں کے ملوث ہونے کا انکشاف ہوا ہے۔

ویڈیوز

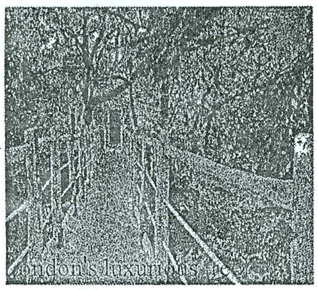

(http://video.dunyanews.tv/index.php/en/mustwatch/57424 ndon's-luxurious-tree-house-

DUNYA LIVE HD
(http://dunyanews.tv/livehd)

ATES•DISCUSSIONS UMENTS•SPEECHES
(http://video.dunyanews.tv/index.php/en/speaches)

دار الافتاء

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قواعد وضوابط میں رکن قومی اسمبلی بابر نواز نے انکشاف کیا کہ پاکستان میں 40 ہزار روپے کا گردہ خریدنے والے ایک غیر ملکی ارب پتی نے کہا کہ گردہ بیچنے والی لڑکی شکر ادا کرے کہ اسے پیسے مل گئے، اب وہ چھ ماہ ہی زندہ رہ سکتی ہے۔بابر نواز نے کہا کہ انہیں اس معاملے میں نہ پڑنے پر بلٹ پروف گاڑی اور دو کروڑ روپے رشوت کی پیش کش کی گئی۔

کمیٹی رکن کا مزید کہنا تھا کہ اعضاء کے غیر قانونی کاروبار کے خلاف نئے قانون میں ملوث اسپتال پر پانچ کروڑ روپے جرمانہ جبکہ ڈاکٹروں اور انکے اہل خانہ کے اثاثے ضبط کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔

Share This:

7287 14 5 2

7309

Follow Us:

Follow @DunyaNews 717K followers

Leave comment

:p//dunyanews.tv/index.php)
(/en/white_paper

//savings.gov.pk/draws.asp)

:p//dunyanews.tv/index.php)
(/en/usa_channel

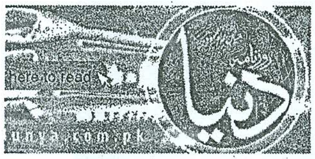

(/http://dunya.com.pk)

mews.tv)
ndex.php
mobilead

(http://video.dunyanews.tv
/index.php
/en/headline)

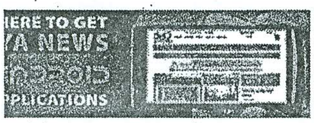

:p//dunyanews.tv/index.php)
(/en/mobilead#ANDROID

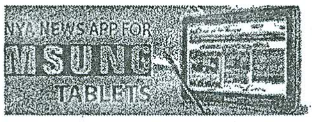

www.jang.com.pk

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کے سب سے بڑے روزنامہ کا ادارہ

THE DAILY JANG KARACHI

روزنامہ جنگ کراچی

بانی۔۔۔ میر خلیل الرحمٰن

جلد 81 | جمعہ 28 ربیع الثانی 1438ھ 27 جنوری 2017ء | نمبر 27

کراچی (نیوز ڈیسک) اپنے مرض سے مایوس برطانوی مریضوں نے اپنے گردوں کی پیوند کاری کیلئے پاکستان کا رخ کر لیا۔ بی بی سی کی ایک ڈاکومنٹری رپورٹ کے مطابق پاکستانی بلیک مارکیٹ میں 47 ہزار پاؤنڈ کا ایک گردہ فروخت کیا جاتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق گردہ چور مافیا غریب ولاچار لوگوں کو اغواء کر کے زبردستی ان کے گردے نکال لیتی ہے یا پھر بعض غریب لوگ خود ہی اپنے گردے بیچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور اس کے لئے انہیں زیادہ سے زیادہ ایک ہزار پاؤنڈ ادا کیے جاتے ہیں۔

دار الافتاء
۱۳/۸۶۳

دار الافتاء
۱۳/۱۸۶ ۳

’گردہ نکالیں گے تین لاکھ روپے دیں گے‘

نوشین عباس بی بی سی اردو ڈاٹ کام، اسلام آباد

3 فروری 2017

عالمی سطح پر ایسے مریض جن کو گردے کی ضرورت ہوتی ہے ان کو ہسپتالوں میں سالوں سال انتظار کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے لوگ غیر قانونی طریقوں سے اعضا حاصل کر رہے ہیں۔ برطانیہ کے محکمہ صحت کے مطابق اعضا کے ٹرانسپلانٹس کے لیے پاکستان سرفہرست ہے۔

اکتوبر 2016 میں پولیس نے راولپنڈی کے بحریہ ٹاؤن میں ایک پلازے پر چھاپا مارا جہاں 24 خوفزدہ افراد قید تھے۔ ان کو ملازمت دلانے کا جھانسہ دے کر وہاں لایا گیا تھا۔ یہ افراد جب وہاں پہنچے تو ان کو قید کر کے بتایا گیا کہ ان کا ایک ایک گردہ نکالا جائے گا۔ ان افراد میں ایک سعدی احمد بھی تھے جن کو اسی دن بچایا گیا جس دن انھیں ان کی مرضی کے خلاف آپریشن کے لیے لے جایا جا رہا تھا۔ سعدی احمد نے اپنی کہانی بیان کی:

”ہم محنت مزدوری کرتے ہیں۔ فیکٹریوں میں کام کرتے ہیں دیہاڑی جو مل جاتی ہے، وہ کر لیتے ہیں۔ میں لاہور کام کے لیے گیا تھا اور وہاں ایک ایجنٹ ملا۔ وہ بولا کہ ہمارا پلازے ہیں اور راولپنڈی، اسلام آباد میں کاروبار ہے ادھر آ جائیں وہاں چوکیداری کا کام کر لینا۔ میں نے بولا کام تو اچھا نہیں ہے سفر بہت ہے اور بچے پریشان ہوں گے لیکن خیر ہے۔ اس نے کہا یہ کاغذات لے کر لاہور کچہری آ جانا۔ میں نے کہا کام کرنے کے لیے جانا ہے اس سے کچہری کا کیا تعلق ہے۔ وہ بولا کہ ادھر پھر پریشانی ہوتی ہے، پھر لاہور میں تصویریں لے کر گیا۔ وہاں ہماری وڈیو بھی بنائی گئی اور کاغذات بھی۔ مجھے کہنے لگے کے اگر پولیس والوں نے کچھ پوچھا یا جج صاحب پوچھیں گے تو کہنا پاسپورٹ بنا رہے ہیں۔ پھر آپ کو پریشانی نہیں ہو گی۔ اس کے بعد گاڑی میں بٹھا دیا۔ ایک میں تھا، ایک آدمی ہمارے ساتھ اور بھی تھا۔ جب گاڑی میں بیٹھے تو اس نے پوچھا موبائل ہے؟ میں نے کہا ہاں ہے پھر اس نے پوچھا آئی ڈی کارڈ ہے؟ میں نے کہاں ہاں وہ بھی ہے۔ اس نے مجھ سے دونوں چیزیں لے لیں، ان لوگوں کے تفصیلی انتظامات میں گردہ نکالنے کے ساتھ جعلی شناخت بنانا بھی شامل تھا۔ سعدی نے مجھے بتایا کہ انھیں دھوکے سے پھنسایا گیا۔ جب انہیں گاڑی میں بٹھا کر راولپنڈی پہنچایا تو یہ راز کھلا کہ پہرہ دار کی نوکری تو تھی ہی نہیں۔ جلد ہی ان کو خوفناک حقیقت سمجھ میں آئی۔ پلازے کا تو معلوم نہیں کیونکہ ہم نئے ہیں۔ جب پلازے میں لے گئے تو ادھر سیڑھیاں اوپر چڑھتی تھیں، جنگلا لگا ہوا تھا۔ وہاں کمرے تھے اور دو تین بندے تھے۔ میں نے کہا کہ کام کے لیے لائے ہیں تو پریشانی کیا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ کام نہیں بتاتے اور دو تین اور بندے اور بھی تھے اور وہ جدا ہو گئے ہیں اور یہ نہیں پتا کہ کدھر گئے ہیں۔ ایک خاتون آئیں اور انھوں نے کہا چپ بیٹھے رہو اور جب فقیر حسین (ایجنٹ) آئے گا وہ کام بتائے گا، مجھ سے بات مت کرو۔ دس منٹ بعد فقیر حسین آیا اور اس نے کہا تیار ہو جاؤ ٹیسٹ کے لیے جانا ہے۔ میں نے کہا کس چیز کا ٹیسٹ؟ اس کے بعد اس نے مجھے تفصیل سے بتایا کہ بیٹا بات یہ ہے کہ آپ کا مستقبل بن جائے گا۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے، گردہ

نکالیں گے تین لاکھ روپے دیں گے اس کے بعد گھر چلے جاؤ گے۔ میں نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ میں غریب بندہ ہوں چھوٹے بچے ہیں اور کیا گارنٹی ہے کہ میں زندہ بچوں گا بھی یا نہیں۔ میں نے شور مچایا دھکم دھکا بھی ہوا۔ اس نے جب مجھے دھمکیاں دیں تو میں چپ کر گیا۔ میں غریب آدمی ہوں کیا کر سکتا تھا۔ رات تھانے والوں کو خبر پہنچی تو انھوں نے چھاپے مارے۔"

اکتوبر میں پولیس نے چھاپا مار کر ان 24 افراد کو چھڑوایا۔ تفتیشی پولیس افسر یاسر محمود نے بی بی سی کو تفصیلات بتائیں:

"بہت سے لوگوں کو قید کر کے رکھا ہوا تھا اور تالا لگایا ہوا تھا۔ کسی کو ڈیڑھ مہینہ ہوا تھا کسی کو ایک ہفتہ۔ جب ضرورت پڑتی تھی تو نکال کے کڈنی سینٹر منتقل کر دیتے تھے۔ ان کے ٹیسٹ بھی وہیں پر ہوتے تھے۔ ان کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ سہانے خواب دکھا کر انہیں یہاں لایا جاتا تھا۔ یہ افراد مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے اور جن ان کو یہاں لایا جاتا تھا تو ان کے فون بھی لے لیے جاتے تھے۔ ایجنٹ لالچ دے کر یہاں لاتے تھے۔ ان لوگوں میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔'

میں نے ان سے پوچھا کہ جب آپ ان تک پہنچے تو وہ کس حال میں تھے تو انھوں نے بتایا 'وہ بری حالت میں تھے۔' ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ اگر پولیس وہاں نہ پہنچتی تو ان کے گردے نکال لیے جاتے اور مختلف قیمت دے کر گھر بھیج دیتے۔ کسی کو دو لاکھ کسی کو ایک لاکھ اور پھر واپس پنجاب بھیج دیتے۔'

راولپنڈی میں گردوں کے ہسپتال کے تین ملازم بھی اس جرم میں ملوث پائے گئے ہیں اور ان کو عدالت کے سامنے پیش ہونا ہے۔ لیکن یہ تینوں اور ہسپتال اس کاروبار میں ملوث ہونے کو مسترد کرتے ہیں۔

اگرچہ اب یہ کاروبار کرنے والا گروہ تو ختم ہو چکا ہے لیکن ایک اور شخص ظفر شہاب ان کا نشانہ بن چکا ہے۔ ظفر شہاب نے بتایا کہ پولیس کے چھاپے سے چند ماہ قبل ان کا گردہ نکال لیا گیا تھا جس کے باعث ان کی صحت کافی خراب ہو گئی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کچھ یاد ہے کہ ہسپتال میں آپ کو کتنے عرصے کے لیے رکھا تھا؟ انھوں نے کہا تین دنوں کے لیے رکھا تھا۔ انھوں نے مجھے کہا کہ دوائیاں دیں گے، خون کی بوتلیں ہوں گی۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں مجھے چکر آ رہے تھے اور میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ ایک دن بعد مجھے ہوش آیا۔

کیا ان کو معلوم تھا کہ گردے نکالے جائیں گے کے جواب میں ظفر نے کہا 'نہیں مجھے بالکل اس کا علم نہیں تھا۔ گھر پہنچنے کے بعد صحت اتنی بری طرح متاثر ہوئی کہ کوئی کام نہیں کر پا رہا تھا۔ پانچ کلو وزن بھی نہیں اٹھایا جاتا تھا اور صحت خراب ہونے کی وجہ سے ایک اور آپریشن کروانا پڑا۔'

انسانی اعضا کی پیوند کاری کی تنظیم کے جنرل سیکریٹری ڈاکٹر مرزا ظفر جنھوں نے راولپنڈی میں اس جرم کی نشاندہی کی تھی نے بتایا کہ "ہر ماہ کوئی ایک سو غیر قانونی ٹرانسپلانٹس کیے جا رہے ہیں۔

یہ کام ہے تو غیر قانونی لیکن اس میں بہت پیسہ ہے۔ چور بازار میں اس قسم کے آپریشنز فی مریض پچاس سے ساٹھ لاکھ تک میں کیے جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے گردے زبردستی نکالے جاتے ہیں ان کو صرف معمولی سی رقم دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنا منہ بند رکھیں۔"

دارالافتاء

ڈاکٹر ظفر کا کہنا تھا کہ 'بد قسمتی سے پچھلے کئی سالوں سے اعضا کی غیر قانونی تجارت پاکستان میں شروع ہو گئی ہے۔ لاہور میں اور راولپنڈی میں بہت سارے خفیہ ہسپتالوں میں غیر قانونی طور پر اعضاء کی پیوند کاری کی جا رہی ہے جو کہ قانون کی خلاف ورزی ہے۔'

اجنبی لوگوں کو اپنا گردہ بیچنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ مالی مسائل کا شکار لوگ پیسہ لے کر گردہ بیچ دیتے ہیں۔ بد قسمتی سے پاکستان کو دنیا کا سب سے بڑا گردہ بازار مانا جاتا ہے۔ 2010 میں پاکستان میں گردوں کی تجارتی بنیاد پر عطیے کو غیر قانونی قرار دیا گیا تھا لیکن یہ دھندا اب بھی جاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلب اور رسد میں فرق کو پورا کرنے کے لیے غیر قانونی دھندا کرنے والے میدان میں آ گئے ہیں۔ لیکن نشانہ بننے والے متاثرین کا یہ سوال ہے کہ کیا ان کی بہتر زندگی کی امیدیں کبھی پوری ہو سکیں گی؟

دار الافتاء